ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۹ جولائی سنہ ۱۹۶۰ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین © لاہور

ہدیہ چار آنے

زائرانِ طیبہ کا خیر مقدم

جناب یونس صاحب بدایونی، وائس پرنسپل تربیت گاہ اساتذہ، ڈیرہ اسماعیل خان

جہاں کا چپّہ چپّہ جلوہ گاہِ نورِ یزداں ہے جہاں کے ذرّہ ذرّہ میں جلائے نورِ ایماں ہے
جہاں عاشق بلائے جاتے ہیں جلوہ دکھانے کو شرابِ معرفت سے ساغرِ وحدت پلانے کو
نظر آتے جہاں پر ہیں فنا فی اللہ کے نقشے اٹھائے جاتے ہیں جا کر من و تُو کے جہاں پردے
جہاں سکھلایا ابراہیمؑ نے حق پر فنا ہونا جہاں بتلایا اسمٰعیلؑ نے حق پر فدا ہونا
وہی کعبہ جہاں اسلام کی پہلی کرن چمکی جہاں پر مہرِ تابانِ عرب کی روشنی دمکی

اسی کی دید کا تم کو شرف اللہ نے بخشا
بلایا تم کو اپنے گھر، بنایا خاص اک بندا

مدینہ جس جگہ کی خاکِ پا رحمت بداماں ہے مدینہ جس جگہ مسند نشیں محبوبِ یزداں ہے
مدینہ جو گنہگاروں کا ملجا اور ماوا ہے مدینہ جو سیہ کارانِ امت کا ٹھکانا ہے
مدینہ جس جگہ بگڑی ہوئی تقدیر بنتی ہے جہاں بے چین جان و روح کو تسکین ملتی ہے
مدینہ خود محمّدؐ جس جگہ مہماں بناتے ہیں جہاں خود جامِ الفت ساقیِ کوثر پلاتے ہیں
مدینہ خود ملائک بھی جہاں تشریف لاتے ہیں جہاں خود رحمۃ للعالمین رحمت لٹاتے ہیں
مدینہ جس کی گلیوں نے ہیں پائے مصطفےٰ چومے مدینہ جس نے شاہِ دو جہاں کے دیکھے ہیں جلوے

وہیں شاہِ مدینہ کے بنے مہمان تم جا کر
اسی دربار کی خود دیکھ آئے شان تم جا کر

جگہ کیونکر نہ دیں ہم ان کو دل میں اور آنکھوں میں ضیائے گنبدِ خضرا ہے اب تک جن کی نظروں میں
نہ کیوں ان کی زیارت باعثِ تسکینِ خاطر ہو کہ طیبہ کی زیارت سے مشرف ہو کے آئیں جو

یہ دامن چومنے دو جس میں گردِ خاکِ طیبہ ہے
جو چشمِ کورِ باطن کے لئے اکسیر سُرمہ ہے

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

۴ صفر المظفر ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۹ جولائی ۱۹۶۰ء

بین الاقوامی سیاست

یوں تو یہ مثل عام تھی کہ فلاں ہر دیگی چمچہ ہے۔ یہ افراد پر بولی جاتی تھی۔ اور ایسے افراد اخلاقی طور پر برے سمجھے جاتے تھے۔ گویا ہر دیگی چمچہ ہونا عیب تھا۔ مگر اب حکومتیں بھی ہر دیگی چمچہ بنتی جا رہی ہیں۔ اور یہ عیب اسی طرح ہنر سمجھا جانے لگا ہے۔ جیسے ڈانس گانا بجانا اور بے حیائی کے ہزاروں مظاہر جو کبھی اخلاقاً عیب تھے آج ہنر بن چکے ہیں برائی کو بطور آرٹ سیکھا اور برتا جاتا ہے۔ ایک وقت تھا کہ دین کی توہین کرنے والے کا سر قلم کر دیا جاتا تھا۔ حدیث کا صرف صوری اور ظاہری مقابلہ (کہ کسی حدیث کے مقابلہ میں بات کر دی جائے) بھی ناقابل برداشت اور بعض اوقات ارتداد کے مترادف سمجھا جاتا تھا۔ مگر آج ملحدین کی اتنی کثرت ہو گئی ہے کہ اسلامی احکام پر اور حدیث رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارہ میں ہرزہ سرائی ایک فیشن بن چکا ہے۔ بہرحال زمانہ کی اسی تبدیلی کے ساتھ ساتھ دنیا کی سب سے بڑی حکومتوں نے ہر دیگی چمچہ بننا انتہائی کمال قرار دے دیا ہے۔ امریکہ اس میں اپنی کامیابی سمجھتا ہے کہ روس کے ارد گرد والے ممالک میں اس کا عمل دخل ہو اور روس اس کوشش میں ہے کہ وہ امریکہ کا محاصرہ کرنے میں کامیاب ہو جائے۔ ان دونوں کے اپنے اپنے گروپ ہیں جن کی سیاست ان دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ وابستہ ہے۔ یہ بات سوہان روح ہے کہ روسی چمچہ اب افریقہ اور امریکہ کی دیگوں میں بھی جا پہنچا ہے۔

اس کی تفصیل اس کی تفصیل سمجھنے کے لئے پہلے ایک تمہید عرض کرنی ہے۔ روس و امریکہ کی یہ رقابت ایک طرف امن عالم کے لئے قیامت خیز خطرہ کا باعث ہے تو دوسری طرف محکوم و کمزور اقوام کے لئے خدائی رحمت سے کم نہیں۔ خدا کی شان کہ ایک ایسا وقت تھا کہ ایشیا اور افریقہ کے سارے ممالک یورپین اقوام کی غلامی میں جکڑے ہوئے تھے اللہ تعالیٰ کے علم میں صدیاں منٹوں کی حیثیت بھی نہیں رکھتیں۔ غلامی کی وہ صدیاں گزر گئیں اور ایشیا کے ایک ایک ملک نے طوقِ غلامی اتار پھینکا۔ اور اگرچہ آزادی کی صدا بلند کرنے والے پروانوں کو شمع آزادی پر قربان ہونا پڑا اور بعضوں کو اپنے آزاد ملک میں بھی عتاب ہی کا سامنا رہا مگر ان کے فولادی عزم کی امداد اللہ تعالیٰ نے فرمائی اور ملک آزاد ہو گئے۔ ایشیا کے بعد آزادی کی لہر افریقہ میں پہنچی مصر اور مراکش نے سبقت و تقدم کا اعزاز حاصل کیا اور مصر کے آخری دور کے رہنماؤں نے تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ کمال کر دکھایا کہ اس ہمت و حوصلہ نے صور اسرافیل کا کام کیا جس سے افریقہ کے ہر کمزور و محکوم ملک میں حرکت پیدا ہو گئی اور یورپ کے کفن چور ایک ایک کر کے بھاگنے لگے۔ چنانچہ اب سوائے چند ممالک کے اکثر آزاد ہو گئے اور ہو رہے ہیں۔

غیبی امداد کمزور ممالک کو اپنی تحریک آزادی میں روس و امریکہ کی رقابت سے بڑا فائدہ پہنچا ایک کمزور ملک آزادی کا جھنڈا بلند کرتا ہے اور جب اس کی آواز میں طاقت پیدا ہوتی دیکھ کر یورپ کا کفن چور توپ و تفنگ کا منہ ادھر پھیر دیتا ہے تو وہ کمزور ملک آزادی اقوام کے علمبرداروں کے نام اپیل کرتا ہے اور اپیل کرتے ہی وہ چین و روس یا ان کے حامی ممالک کی طرف سے سو فیصدی امداد کے لئے آمادگی کا اعلان سنتا اور جنگ آزادی میں اور تیز ہو جاتا ہے۔ اور جب دوسرا فریق سوچتا ہے کہ چینی یاجوج و ماجوج یا روسی راکٹ کا جواب کون دیگا تو وہ دم دبا کر نکلنے کی سوچتا ہے۔

یہی حال افریقہ کے ملک کانگو کا ہوا۔ یہ افریقہ کے عین وسط میں بلجیم کا مقبوضہ ملک تھا۔ مگر اب بلجیم کو اسے آزادی دینی پڑی۔ یورپین ظالموں کی روح آسانی سے نہیں نکلتی۔ اس لئے کانگو کے دارالسلطنت سے پھر بھی بلجیم فوج نہیں نکل رہی تھی اس پر کانگو کی آزاد جمہوریہ نے روس سے فوجی امداد طلب کرنے کا خیال ظاہر کیا۔ اب اقوام متحدہ کی فوج فوراً پہنچی اور کانگو سے بلجیم فوج کو بے دخل کر رہی ہے۔ اور یہ مضمون چھپنے تک وہ بالکل نکل چکی ہوگی۔ یہ خدمت ختم کر کے متحدہ فوج پھر واپس ہو جائے گی۔ روس کو اس فوج میں اپنی فوج شامل کرنے کا شوق ہے۔ کانگو کا وزیر دفاع ماسکو پہنچ گیا ہے۔ اس طرح روسی چمچہ وسط افریقہ کی دیگ میں پہنچ کر عیب کو ہنر ثابت کر رہا ہے

کیوبا کی دیگ جنوبی امریکہ میں متعدد آزاد ریاستیں ہیں جن کی خارجہ سیاست امریکی سینیٹ کے تابع ہے مگر حال میں کیوبا نے جو انہی میں سے ایک ریاست ہے اپنی خارجہ سیاست کو بھی آزاد کرانے کے لئے حرکت کی۔ کیوبا کی بڑی پیداوار چینی تھی اسی کی فروخت پر اس کا گزارہ تھا۔ امریکہ اس سے چینی خریدا کرتا تھا۔ جب امریکہ نے اس سے چینی خریدنی بند کر دی تو روس نے خریدنی شروع کر دی۔ اس کو تیل اور پٹرول امریکہ سپلائی کرتا تھا۔ امریکہ نے دونوں چیزیں دینا بند کر ڈالیں تو روس نے فوراً بھیجنا شروع کر دیں۔ کیوبا کا مسئلہ اقوام متحدہ میں پیش ہوا۔ اقوام متحدہ نے یہ مسئلہ امریکی ریاستوں کے حوالہ کر دیا۔ کیوبا اس پر مطمئن ہے۔ دیکھئے کل کیا ہوتا ہے مگر اس وقت روس کا ہرجائی چمچہ امریکی دیگ میں بھی جا پہنچا ہے۔ دیکھئے اب امریکہ میں اس کا کیا ردِ عمل ہوتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پروپیگنڈا کے فن میں امریکہ روس سے اچھا خاصا پیچھے ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اس تمام صورت حال سے ایسے امور و نتائج برآمد ہوں جو اسلام کے لئے مفید ہوں۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ۔

محکمہ تعلیم سے؟

بعض احباب کی طرف سے ہمیں شکایات موصول ہوئی ہیں کہ اس سال تھرڈ ایر کے بیشمار طلبا کو ایک آدھ مضمون میں چار پانچ نمبر کم ہونے کی وجہ سے ترقی دیکر فورتھ ایر میں نہیں چڑھایا

باقی بر صفحہ ۱۰

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

تہجد کو ترک نہ کرو

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا عَبْدَ اللّٰہِ لَا تَکُنْ مِثْلَ فُلَانٍ کَانَ یَقُوْمُ مِنَ اللَّیْلِ فَتَرَکَ قِیَامَ اللَّیْلِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

ترجمہ:۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عبداللہ تو فلاں شخص کی مانند نہ ہو جو رات کو نماز پڑھتا تھا اور پھر اس نے اس کو چھوڑ دیا

داؤد علیہ السلام کا طریقہ

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِی الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ کَانَ لِدَاوٗدَ عَلَیْہِ السَّلَامُ مِنَ اللَّیْلِ سَاعَۃٌ یُوْقِظُ فِیْہَا اَھْلَہٗ یَقُوْلُ یَا اٰلَ دَاوٗدَ قُوْمُوْا فَصَلُّوْا فَاِنَّ ھٰذِہٖ سَاعَۃٌ یَسْتَجِیْبُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ فِیْہَا الدُّعَاءَ اِلَّا لِسَاحِرٍ اَوْ عَشَّارٍ (رَوَاہُ اَحْمَدُ)

ترجمہ:۔ عثمان بن ابی العاص رضؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ داؤد علیہ السلام کا رات میں ایک وقت مقرر تھا کہ وہ اس وقت پر اپنے گھر والوں کو جگاتے اور کہتے اے آل داؤد کھڑے ہو اور نماز پڑھو۔ اس لئے کہ اس ساعت میں اللہ عزوجل دعا قبول فرماتے ہیں۔ مگر جادوگر اور ظلم سے محصول لینے والے کی دعا قبول نہیں ہوتی

تہجد کی فضیلت

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الْمَفْرُوْضَۃِ صَلٰوۃٌ فِیْ جَوْفِ اللَّیْلِ (رَوَاہُ اَحْمَدُ)

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا ہے کہ فرض نمازوں کے بعد سب سے بہتر نماز رات کی نماز ہے۔ یعنی تہجد کی نماز

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ فُلَانًا یُصَلِّیْ بِاللَّیْلِ فَاِذَا اَصْبَحَ سَرَقَ فَقَالَ اِنَّہٗ سَیَنْہَاہُ مَا تَقُوْلُ (رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ)

ترجمہ:۔ ابوہریرہ رضؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ فلاں شخص رات کو نماز پڑھتا ہے اور جب صبح ہوتی ہے تو چوری کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا نماز بہت جلد اس کو اس کام سے روک دے گی جس کا تو نے ذکر کیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَیْقَظَ الرَّجُلُ اَھْلَہٗ مِنَ اللَّیْلِ فَصَلَّیَا اَوْ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ جَمِیْعًا کُتِبَا فِی الذَّاکِرِیْنَ وَالذَّاکِرَاتِ (رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ وَابْنُ مَاجَۃَ)

ترجمہ:۔ ابوسعید اور ابوہریرہ رضؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت آدمی نے رات کے وقت اپنی بیوی کو جگایا اور دونوں نے نماز پڑھی یا دونوں نے دو رکعتیں اکٹھی پڑھیں تو یہ دونوں اللہ کا ذکر کرنے والے مردوں اور عورتوں میں لکھے جاتے ہیں

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَشْرَافُ اُمَّتِیْ حَمَلَۃُ الْقُرْاٰنِ وَاَصْحَابُ اللَّیْلِ (رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ)

ترجمہ:۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے اشراف یعنی بلند مرتبہ وہ لوگ ہیں جو قرآن مجید کو اٹھانے والے یعنی حامل و حافظ قرآن اور رات کو جاگنے والے یعنی تہجد کی نماز پڑھنے والے ہیں

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ اَبَاہُ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ رضؓ کَانَ یُصَلِّیْ مِنَ اللَّیْلِ مَا شَاءَ اللّٰہُ حَتّٰی اِذَا کَانَ مِنْ اٰخِرِ اللَّیْلِ اَیْقَظَ اَھْلَہٗ لِلصَّلٰوۃِ وَیَقُوْلُ لَہُمُ الصَّلٰوۃُ ثُمَّ یَتْلُوْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ وَاْمُرْ اَھْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْہَا لَا نَسْئَلُکَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُکَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلتَّقْوٰی (رَوَاہُ مَالِکٌ)

ترجمہ:۔ ابن عمر رضؓ کہتے ہیں کہ ان کے والد عمر بن الخطابؓ رات کو نماز پڑھتے تھے جس قدر خدا چاہتا تھا یعنی جب رات کا آخری حصہ ہوتا تو آپ اپنے اہل (بیوی) کو نماز کے لئے جگاتے اور کہتے نماز پڑھو (اٹھو نماز پڑھو) اور پھر یہ آیت پڑھتے۔ وَاْمُرْ اَھْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْہَا لَا نَسْئَلُکَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُکَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلتَّقْوٰی۔ ترجمہ:۔ اور اپنے متعلقین کو بھی نماز کا حکم کرتے رہئے اور خود بھی اس کے پابند رہئے۔ ہم آپ سے معاش نہیں چاہتے معاش تو آپ کو ہم دیں گے۔ اور بہتر انجام تو پرہیزگاری ہی کا ہے

میانہ روی کا بیان

عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُفْطِرُ مِنَ الشَّہْرِ حَتّٰی نَظُنَّ اَنْ لَا یَصُوْمَ مِنْہُ شَیْئًا وَیَصُوْمُ حَتّٰی نَظُنَّ اَنْ لَا یُفْطِرَ مِنْہُ شَیْئًا وَکَانَ لَا تَشَاءُ اَنْ تَرَاہُ مِنَ اللَّیْلِ مُصَلِّیًا اِلَّا رَاَیْتَہٗ وَلَا نَائِمًا اِلَّا رَاَیْتَہٗ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ

ترجمہ:۔ انس رضؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہینہ کے اکثر دنوں میں روزہ نہ رکھتے یہاں تک کہ ہم یہ خیال قائم کر لیتے کہ آپ اس مہینہ میں روزہ نہ رکھیں گے اور روزے رکھتے آپ اکثر ایام میں یہاں تک کہ ہم یہ گمان کرتے کہ آپ روزہ نہ چھوڑیں گے اور اگر تو چاہے کہ رات کے وقت آپ کو نماز پڑھتا دیکھے تو دیکھتا آپ کو نماز پڑھتا ہوا اور اگر تو چاہے کہ آپ کو سوتا ہوا دیکھے تو آپ کو سوتا ہوا پائے۔

بہترین عمل وہ ہے جو ہمیشہ کیا جائے

وَعَنْ عَائِشَۃَ رضؓ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ اَدْوَمُہَا وَاِنْ قَلَّ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

عائشہ رضؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کے نزدیک بہترین اعمال میں سے وہ عمل ہے جو ہمیشہ کیا جائے اگرچہ وہ تھوڑا ہی ہو۔

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خُذُوْا مِنَ الْاَعْمَالِ مَا تُطِیْقُوْنَ فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یَمَلُّ حَتّٰی تَمَلُّوْا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

عائشہ رضؓ کہتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اختیار کرو اعمال میں سے جتنا کر سکو یعنی جتنا کرنے کی ہمیشہ طاقت ہو۔ اس لئے کہ خداوند تعالیٰ (ثواب دیتے ہیں) ملول نہیں ہوتا جب تک کہ تم ملول نہ ہو یعنی تنگ آ کر چھوڑ نہ دو۔

نماز میں جب تک دل لگے پڑھو

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِیُصَلِّ اَحَدُکُمْ نَشَاطَہٗ وَاِذَا فَتَرَ فَلْیَقْعُدْ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

ترجمہ:۔ انسؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جب تک خوشی اور اطمینان سے پڑھ سکو پڑھو اور جب سست ہو جاؤ تو بیٹھ جاؤ

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۷ محرم ۱۳۸۰ھ بمطابق ۲۲ جولائی ۱۹۶۰ء عیسوی

از شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب شیرانوالہ دروازہ ۔ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفٰی و سلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی۔ اما بعد

میرے وہ مسلمان بھائی جو علماء کی ہر پیش کردہ چیز کو ملانوں کی باتیں کہہ کر یا ملا ازم کہہ کر مذاق میں اڑا دیتے ہیں وہ آنکھیں کھول کر پڑھیں۔ تاکہ انہیں قرآن مجید کے ذریعے اپنا انجام معلوم ہو جائے

قولہ تعالٰی۔ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ۝ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ۝ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝ قَالَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۝ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ۝ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ۝ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْئَلِ الْعَآدِّيْنَ ۝ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ۝ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ۝

(سورۃ المومنون۔ رکوع: ۶: پارہ ۱۸)

(ترجمہ) اور جس کا پلہ ہلکا ہوگا تو یہی وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنا نقصان کیا۔ ہمیشہ جہنم میں رہنے والے ہوں گے۔ ان کے مونہوں کو آگ جھلس دے گی اور وہ اس میں بدشکل ہونے والے ہوں گے۔ کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سنائی جاتی تھیں۔ پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے، کہیں گے۔ اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی۔ اور ہم لوگ گمراہ تھے۔ اے رب ہمارے ہمیں اس سے نکال دے۔ اگر پھر کریں تو بے شک ہم ظالم ہوں گے۔ فرمائے گا۔ اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو۔ اور مجھ سے نہ بولو۔ میرے بندوں میں سے ایک گروہ تھا جو کہتے تھے اے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو بہت بڑا رحم کرنے والا ہے۔ سو تم نے انکی ہنسی اڑائی یہانتک کہ انہوں نے تمہیں میری یاد بھی بھلا دی۔ اور تم ان سے ہنسی ہی کرتے رہے۔ آج میں نے انہیں ان کے صبر کا بدلہ دیا کہ وہی کامیاب ہوئے۔ فرمائے گا تم زمین پر گنتی کے کتنے برس رہے کہیں گے ایک دن یا اس سے بھی کم رہے ہیں۔ بس آپ گنتی کرنے والوں سے پوچھ لیں۔ فرمائے گا۔ تم اس میں بہت نہیں تھوڑا ہی رہے ہو۔ کاش کہ تم سمجھ لیتے۔ سو کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم نے تمہیں نکما پیدا کیا ہے۔ اور یہ کہ تم ہمارے پاس لوٹ کر نہیں آؤ گے۔ سو اللہ بہت ہی عالیشان ہے جو حقیقی بادشاہ ہے۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں عرش عظیم کا مالک ہے۔

غور کے قابل

گذشتہ ترجمہ میں یہ فقرے یاد رکھنے کے قابل ہیں "سو تم نے انکی ہنسی اڑائی یہاں تک کہ انہوں نے تمہیں میری یاد بھی بھلا دی۔ اور تم ان سے ہنسی ہی کرتے رہے۔"

ان کی ہنسی کا ذکر ایک دوسری جگہ بھی قرآن مجید میں آیا ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ ۝ وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ يَتَغَامَزُوْنَ ۝ وَاِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ ۝ وَاِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْٓا اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ ۝ وَمَآ اُرْسِلُوْا عَلَيْهِمْ حٰفِظِيْنَ ۝

(سورۃ المطففین)

(ترجمہ) بے شک نافرمان (دنیا میں) ایمانداروں سے ہنسی کیا کرتے تھے۔ اور جب ان کے پاس سے گذرتے تو آپس میں آنکھ سے اشارے کرتے تھے۔ اور جب اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ کر جاتے تو ہنستے ہوئے جاتے تھے۔ اور جب ان کو دیکھتے تو کہتے بے شک یہی گمراہ ہیں۔ حالانکہ وہ ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجے گئے تھے۔

دینداروں پر ہنسی اڑانے والوں کو جس دوزخ کا ڈر سنایا گیا ہے، اسکی کیفیات ملاحظہ کر لیں

پہلی حدیث

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَارُكُمْ جُزْءٌ مِّنْ سَبْعِيْنَ جُزْءً مِّنْ نَّارِ جَهَنَّمَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ كَانَتْ لَكَافِيَةً قَالَ فُضِّلَتْ عَلَيْهِنَّ بِتِسْعَةٍ وَّسِتِّيْنَ جُزْءً كُلُّهُنَّ مِثْلُ حَرِّهَا (متفق علیہ)

(ترجمہ) ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہاری آگ دوزخ کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ البتہ ایک حصہ بھی کافی تھی فرمایا وہ آگ اس پر انہتر حصہ زیادہ کی گئی ہے۔ ہر حصہ مثل اس کی گرمی کے ہے۔

دوسری حدیث

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتٰى بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لَهَا سَبْعُوْنَ اَلْفَ زِمَامٍ مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ يَجُرُّوْنَهَا۔ رواہ مسلم۔

(ترجمہ) ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس دن دوزخ کو لایا جائیگا اس کی ستر ہزار لگامیں ہونگی۔ ہر ایک لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو اس کو کھینچ کر لائیں گے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا

اللہ (تعالٰی) کا شکر کرتے ہیں ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر ایمان عطا فرمایا اور آپ کے فرمانے کی تصدیق کرنے کی توفیق دی۔

تیسری حدیث

عَنِ النُّعْمَانِ ابْنِ بَشِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَهْوَنَ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا مَنْ لَهٗ نَعْلَانِ وَشِرَاكَانِ مِنْ نَّارٍ يَغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاغُهٗ كَمَا يَغْلِي الْمِرْجَلُ مَا يَرٰى اَنَّ اَحَدًا اَشَدُّ مِنْهُ عَذَابًا وَاِنَّهٗ لَاَهْوَنُهُمْ عَذَابًا۔ متفق علیہ۔

ترجمہ (نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سب سے کمتر از روئے عذاب کے دوزخیوں میں سے وہ شخص ہوگا۔ جس کے پاؤں میں جوتا دوزخ کا اور دو تسمے بھی آگ کے ہی ہونگے۔ جن کے سبب سے اس کا دماغ کھولتا ہوگا۔ جس طرح ہانڈی کھولتی ہے۔ وہ خیال کرے گا کوئی ایک بھی اس سے زیادہ سخت عذاب میں نہیں ہوگا۔ حالانکہ وہ سب سے کم عذاب میں ہے۔ اَللّٰهُمَّ اَعِذْنَا مِنْهُمْ۔

چوتھی

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتٰى بِاَنْعَمِ اَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُصْبَغُ فِي النَّارِ صَبْغَةً ثُمَّ يُقَالُ يَا ابْنَ اٰدَمَ هَلْ رَاَيْتَ خَيْرًا قَطُّ هَلْ مَرَّ بِكَ

نَعِیْمٌ قَطُّ فَیَقُوْلُ لَا وَاللّٰہِ یَا رَبِّ وَیُؤْتٰی بِاَشَدِّ النَّاسِ بُؤْسًا فِی الدُّنْیَا مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَیُصْبَغُ صِبْغَۃً فِی الْجَنَّۃِ فَیُقَالُ لَہٗ یَا ابْنَ اٰدَمَ ھَلْ رَاَیْتَ بُؤْسًا قَطُّ وَھَلْ مَرَّ بِکَ شِدَّۃٌ قَطُّ فَیَقُوْلُ لَا وَاللّٰہِ یَا رَبِّ مَا مَرَّ بِیْ بُؤْسٌ قَطُّ وَلَا رَاَیْتُ شِدَّۃً قَطُّ۔ رواہ مسلم۔ ترجمہ: حضرت انس رضؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے دنیا کا بڑا مال دار اور نعمت والا قیامت کے دن لایا جائے گا۔ اور اس کو آگ کے گڑھے میں ایک غوطہ دیا جائیگا۔ اور کہا جائیگا۔ آدم کے بیٹے کیا تو نے کبھی بھلائی دیکھی ہے (یعنی آرام پایا ہے)۔ کیا دنیا میں نعمت وراحت کبھی تجھے نصیب ہوئی ہے۔ وہ کہے گا۔ نہیں خدا کی قسم اے پروردگار نہیں۔ پھر جنتیوں میں سے ایک شخص کو لایا جائیگا جس نے دنیا میں سخت محنت کی ہوگی اور غم برداشت کیا ہوگا اور اس کو جنت میں ایک غوطہ دیا جائیگا اور پوچھا جائیگا اے آدم کے بیٹے کیا تم نے کبھی محنت ومشقت کا منہ دیکھا ہے۔ کیا تو نے کبھی رنج وغم اٹھایا ہے وہ کہے گا نہیں۔ خدا کی قسم اے پروردگار۔ میں نے کبھی محنت ومشقت نہیں دیکھی اور نہ کبھی غم والم سے سابقہ ہوا۔

اے اللہ تعالیٰ کے بندو

کوشش کرو کہ اللہ تعالیٰ ...... راضی ہوجائے اور...... جنت کا مستحق بنا دے اس وقت دنیا میں رہتے ہوئے جنت کا حاصل کر (اللہ تعالیٰ کی توفیق سے) آسان تر ہے۔ ایک پیسہ بھی خرچ نہ ہونے پائے اور انسان جنت میں پہنچ سکتا ہے۔ مثلاً کلمہ کے بعد نماز پڑھے اور روزہ رکھے اور روپیہ ہی نہیں کہ زکوٰۃ دے یا حج کرے۔ تو سیدھا جنت میں جاسکتا ہے۔ لیکن اگر بداعمالیوں کے باعث جہنم میں جا پہنچے تو پھر اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہو تو نکل سکتے ہو ورنہ نہیں کیونکہ وہاں تو روپیہ پیسہ ہے ہی نہیں۔ اگر بالفرض روپیہ پیسہ ہی ہو تو بھی اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری سے جنت نصیب ہوسکتی ہے نہ کہ روپیہ پیسہ سے۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

پانچویں حدیث

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اُوْقِدَ عَلَی النَّارِ اَلْفَ سَنَۃٍ حَتّٰی احْمَرَّتْ ثُمَّ اُوْقِدَ عَلَیْھَا اَلْفَ سَنَۃٍ حَتّٰی ابْیَضَّتْ ثُمَّ اُوْقِدَ عَلَیْھَا اَلْفَ سَنَۃٍ حَتّٰی اسْوَدَّتْ فَھِیَ سَوْدَاءُ مُظْلِمَۃٌ (رواہ الترمذی) ترجمہ حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ دوزخ کی آگ کو ایک ہزار برس جلایا گیا یہاں تک کہ وہ سرخ ہوگئی۔ پھر اس کو ایک ہزار برس تک اور جلایا گیا۔ یہاں تک کہ وہ سفید ہوگئی۔ پھر ایک ہزار برس اور جلایا گیا۔ یہاں تک کہ وہ سیاہ ہو[۲]

مجلسِ ذکر

منعقدہ جمعرات ۲۶ محرم الحرام ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۱ جولائی ۱۹۶۰ء

ذکر کے بعد حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

کثرتِ ذکرِ الٰہی سے اصلاحِ نفس ہوگی

اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ اپنی مرضی کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ اس مقصد کو پورا کرنے کی ایک تجویز یہ ہے کہ بکثرت ذکر الٰہی کیا جائے۔ کثرتِ ذکر الٰہی کی برکت سے آپ کی طبیعت میں جذباتِ رغبت و رہبت پیدا ہوں گے۔ رغبت کے معنے متوجہ ہونا اور رہبت کے معنے ڈرنا ہے۔

آپ کو یاد

ہے جس وقت میں بیعت کرتا ہوں تو دس تسبیح روزانہ گنتی کے علاوہ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ان گنت اللہ ہو

[۲]گئی۔ اب وہ سیاہ و تاریک ہے۔

برادرانِ اسلام

ایمان بالغیب کی معنی یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے پر اتنا یقین ہوجائے جیسا کہ اپنے دیکھنے پر یقین ہوجاتا ہے۔ لہٰذا دعا کرتا ہوں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہر فرمان پر مہر تصدیق لگانے کی توفیق عطا فرمائے آمین یا الٰہ العالمین ورنہ دیکھنے کے بعد تو مان ہی جاؤ گے۔ لیکن اس وقت کا ماننا بیکار ہوگا۔ اس وقت دکھانے کے بعد پھر تمہیں اصلاح کی مہلت نہیں دی جائے گی۔

میری عادت

ہے کہ میں خطبۂ جمعہ میں کبھی کسی خاص شخص کا نام نہیں لیا کرتا۔ اور نہ کسی فرقہ کا نام لیا کرتا ہوں مسئلہ کی جو تحقیق ہو وہ بیان کردیا کرتا ہوں۔ تاکہ غلط کار خود سمجھ جائیں کہ ہم غلطی میں مبتلا تھے۔ نام تو ہمارا نہیں لیا جا رہا۔ البتہ اصلاح ہماری ہی منظور ہے۔ اس طریقہ سے بھلے مانس آدمی چڑتے بھی نہیں اور مسئلہ بھی انہیں سمجھ میں آجاتا ہے اور وہ اپنی اصلاح کرلیتے ہیں۔

دُعا

اللہ تعالیٰ مجھے اسی طریقہ پر اپنے...... مسلمان بھائیوں کی اصلاح کرنیکی توفیق عطا فرمائے تاکہ سارے اصلاح یافتہ ہو کر جنت میں جائیں۔ آمین ثم آمین یا الٰہ العالمین۔

[۲]کا ذکر کرنے کی نصیحت کرتا ہوں۔ اگر دنیا میں تشدد شخص نگرانی پر متعین کردیا جائے تو کوئی چوری کر سکتا ہے؟ اسی طرح جب اللہ تعالیٰ کو حاضر باش سمجھتا ہے تو اس سے ڈرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچتا ہے۔ اور اسی کا نام

اصلاحِ نفس

ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا بکثرت ذکر کریں گے تو اس کو حاضر ناظر سمجھیں گے۔ اس کے ڈر اور خوف کی وجہ سے نیکی کریں گے۔ بدی سے بچیں گے۔ جو لوگ مسلمان کہلا کر برائیاں کرتے ہیں ان کو خدا بھول جاتا ہے۔ انسان جب قوانین الٰہی کی مخالفت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے۔ بدکاری کے لئے پرائی عورت کو مائل کرتا ہے اور میٹھی میٹھی باتیں کرتا ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر نہیں سمجھتا۔ کثرت ذکر الٰہی سے اللہ تعالیٰ کا تصور حاضر باش ہوجاتا ہے اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ نیکی سے محبت اور برائی سے نفرت پیدا ہوجاتی ہے۔ میں مردوں اور عورتوں کو جب بیعت کرتا ہوں تو کثرت ذکر الٰہی کی تلقین کرتا ہوں اور

دس تسبیح اللہ ہو

کی گن کر روزانہ پڑھنے کے علاوہ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ہر وقت ذکر الٰہی کرنے کو کہتا ہوں اللہ ہو کی روزانہ دس تسبیح پہلا سبق ہے اس کے پک جانے کے بعد جب دوسرا سبق دینا ہوتا ہے پھر پہلے ٹسٹ کرتا ہوں۔ اگر ابھی پہلا سبق کچا ہو تو پھر پکانے کی ہدایت کرتا ہوں۔ اپنے بزرگوں کی برکت سے پکے اور کچے سبق کا ترازو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کیا ہے۔ میں کہا کرتا ہوں کہ ہر وقت ذکر میں شاغل رہنے کے لئے وضو اور غسل بھی شرط نہیں ہے۔ یہ سبق اللہ والے پڑھاتے ہیں۔ کیا کسی نے یہ سبق پرائمری، مڈل، ہائی سکول یا کالج میں پڑھا ہے۔ یا امریکہ لندن اور جرمنی میں پڑھا ہے؟ اللہ کا نام جنہوں نے سیکھا ہو وہی سکھلاتے ہیں میں کہا کرتا ہوں بکثرت ذکر الٰہی کرنے سے برائی سے نفرت ہوگی اور نیکی کی رغبت ہوگی۔ انسان سمجھتا ہے اگر میں خدا تعالیٰ کو نہیں دیکھتا۔ وہ تو مجھے دیکھتا ہے۔ یہ باتیں

اللہ والوں کے پاس بیٹھنے سے پیدا ہوتی ہیں پھر آدمی گناہوں سے بچتا ہے اس کو اصلاح نفس کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی برکت سے آپ کی امت میں یہ چیز آ رہی ہے باقی سب امتیں

مذہب سے دور

ہو چکی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے لَقَدْ کَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ ط (سورۃ المائدہ پ۶ آیت ۷۲)

ترجمہ:- بیشک وہ کافر ہوئے جنہوں نے کہا کہ اللہ تو وہی مسیح مریم کا بیٹا ہے۔ اس لئے نصاریٰ کافر ہو چکے ہیں اور یہود کے علماء سے بھی

اللہ تعالیٰ ناراض

ہو چکے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے۔ لَوْلَا یَنْھٰھُمُ الرَّبّٰنِیُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِھِمُ الْاِثْمَ وَاَکْلِھِمُ السُّحْتَ ط لَبِئْسَ مَا کَانُوْا یَصْنَعُوْنَ ہ سورۃ المائدہ پ۶ آیت ۶۳

ترجمہ:- ان کے فقراء اور علماء گناہ کی بات کہنے اور حرام مال کھانے سے انہیں کیوں منع نہیں کرتے۔ البتہ بری ہے وہ چیز جو وہ کرتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب تر امتیں ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کی امت اور اس سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کی امت قرآن مجید کی رو سے دونوں امتیں فیل ہو چکی ہیں۔ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو

شاباش

مل رہی ہے۔ سبحان اللہ ارشاد ہوتا ہے کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ ط سورہ آل عمران پ۴ آیت ۱۱۰ ترجمہ۔ تم سب امتوں میں سے بہتر ہو جو لوگوں کیلئے بھیجی گئیں اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو۔ اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔ ایک لاکھ تیئس ہزار نو سو ننانوے امتوں میں سے کسی کو یہ شاباش نہیں ملی۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی قدر افزائی کی اور یہ تمغہ عطا فرمایا ہے اور اس کے صحیح مستحق صحابہ کرام رض ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یا الٰہ العالمین۔

ایک پیشین گوئی۔

عبد اللہ بن عمرو رض کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میری امت پر ایک ایسا ہی زمانہ آئے گا جیسا کہ بنی اسرائیل پر آیا تھا۔ بالکل درست اور ٹھیک جیسی کہ دونوں جوتیاں برابر اور ٹھیک ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ بنی اسرائیل میں سے اگر کسی نے اپنی ماں سے علانیہ بدفعلی کی ہوگی تو میری امت میں بھی ایسے لوگ ہوں گے جو ایسا کریں گے۔ اور بنی اسرائیل کی قوم بہتر فرقوں میں بٹ گئی تھی میری امت تہتر فرقوں میں منقسم ہوگی جن میں سے صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا اور باقی سب دوزخ میں جائیں گے۔ صحابہ رض نے پوچھا یا رسول اللہ! جنتی فرقہ کونسا ہوگا۔ آپ نے فرمایا مَآ اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ وہ فرقہ جس میں میں ہوں اور میرے صحابہ رض ہیں۔ (ترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام رض نے شاباش لی ہے۔ باقی سب امتوں نے انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کی وجہ سے اپنا بیڑا غرق کرایا ہے۔ سب سے پہلے قوم نوح علیہ السلام نے اپنے پیغمبر کی مخالفت کرکے اپنا بیڑا غرق کرایا ہے۔ اور اسی طرح قوم عاد اور قوم ثمود نے بھی نافرمانی کرکے اپنا بیڑا غرق کرایا ہے۔

علیٰ ہذا القیاس

تمام سابقہ امتیں برائی کرتی رہیں اور مار کھاتی رہیں۔ آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت نے "خیر امت" کا تمغہ پایا۔ تم اہل سنت والجماعت تب ہو کہ جب کام بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رض جیسے کرو گے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رض کے نقش قدم پر نہ چلو گے تو یہ نام تمہارے کام نہ آئے گا۔ آخر میں دعا کرتا ہوں کہ خدا وند کریم مَآ اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ کے طریقہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو استقامت عطا فرمائے۔

۷۲ گمراہ فرقوں

میں علماء بھی ہوں گے اور فقراء بھی ہوں گے۔ دراصل فرقے مولوی بناتے ہیں اور پیر ان فرقوں کو چلاتے ہیں پہلے یہ دیکھا کرو کہ یہ عالم اور پیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رض کے طریقہ پر بھی ہیں کہ نہیں۔ ان سے ہرگز نہ ڈرو کہ بددعا دیں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَکُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰی لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوْھُمْ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی قَالَ فَمَنْ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) ترجمہ: ابی سعید رض کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہو تم لوگ البتہ ان لوگوں کی تقلید پیروی کرو گے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں بالشت برابر بالشت اور ہاتھ برابر ہاتھ یہانتک کہ اگر وہ گوہ کے سوراخ میں میں بیٹھے ہونگے تو تم اسمیں بھی اسکا اتباع کرو گے پوچھا گیا یا رسول اللہ کیا آپ کی مراد یہود و نصاریٰ سے ہے۔ آپ نے فرمایا وہ نہیں تو پھر اور کون۔

یہود و نصاریٰ کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی

ملاحظہ ہو۔ ارشاد نبوی ہے لَعَنَ اللّٰہُ الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَآئِھِمْ مَسَاجِدَ۔ خدا لعنت کرے یہود و نصاریٰ پر انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔ جب نبیوں کی قبروں پر سجدہ کرنے سے لعنت پڑتی ہے تو کیا ولیوں کی قبروں پر سجدے کرنے سے رحمت برسے گی؟ ہم میں سب کافرانہ رسمیں آ چکی ہیں۔ سادات کرام اور انصاری حضرات کو (جن کا نسب نامہ مدینہ منورہ سے جا کر ملتا ہے استثنیٰ کرکے کہتا ہوں کہ ہم سب گنہگار امی بے ایمانوں کی اولاد ہیں۔ کوئی تین پشت سے کوئی چار پشت سے مسلمان ہوئے ہیں۔ مگر سب کافرانہ رسمیں ساتھ لائے تھے۔ پہلے بتوں کو پوجتے تھے اب قبروں پر سجدے کرتے ہیں۔ اور چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔ نام ہی کا فرق ہے کام تو ایک ہی ہیں

قیامت تک

ایک طبقہ ایسا رہیگا جو لوگوں کو برائی سے روکے گا۔ اور اللہ کے دین کی اشاعت کریگا حضرت عمر رض کو امیر المومنین کہتے ہیں۔ عربی زبان میں خلیفۃ المسلمین اور عجمی زبان میں شہنشاہ کہا جاتا ہے۔ حضرت عمر رض کے زمانہ میں دونوں بڑی سلطنتیں مٹ گئیں۔ نہ قیصر رہا نہ کسریٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی پوری ہوئی اِذَا ھَلَکَ کِسْرٰی فَلَا کِسْرٰی بَعْدَہٗ وَاِذَا ھَلَکَ قَیْصَرُ فَلَا قَیْصَرَ بَعْدَہٗ۔ حضرت عمر رض کے زمانے میں دونوں حکومتیں فتح ہو گئی تھیں۔

میں کہہ رہا تھا

کہ کثرت ذکر الٰہی کی برکت سے آپ کی اصلاح ہو جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہدایت ہو جائے گی۔ سیدھے راستہ پر آ جاؤ گے۔ کثرت ذکر الٰہی کا نتیجہ یہ ہوگا کہ خدا تعالیٰ کا تصور حاضر باش ہو جائے گا۔ نیکی کرو گے برائی سے بچو گے۔

جائے استاد خالیست

اپنے آپ کرنے سے کچھ نہیں ہوتا بغیر استاد کی رہنمائی کے کوئی کام انسان نہیں سیکھ سکتا۔ اللہ والوں کے ہاتھ میں ہاتھ دینے سے جب بیعت ہو جاتی ہے تو ان کی توجہ اور دعا سے اصلاح ہو جاتی ہے۔ انسان رغبت سے نیکی کرتا ہے ———— برائی کرنے سے شرم آتی ہے۔ ان کی رضا اللہ کی رضا اور ان کی ناراضگی اللہ ——— کی ناراضگی ہوتی ہے۔ نیکی کرو گے تو وہ راضی اور برائی کرو گے تو وہ ناراض ہوں گے۔ جس طرح انسان گھوڑے پر سوار ہو جاتا ہے تو اس کو لگام سے چلاتا ہے اسی طرح شیخ مریدوں کی تربیت کرتا ہے اصلاح نفس کے لئے ہادی کی

سخت ضرورت

ہے جس کا کسی ہادی سے تعلق نہ ہوگا وہ کھلے ہوئے گھوڑے کی مثل ہیں جہاں مرضی ہوئی چرنے لگے - بیعت کرنے والوں کو شیخ کا ڈر رہتا ہے کہ کہیں ناراض نہ ہو جائیں - اللہ تعالیٰ ہم سب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رض کی سنت کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین -

شیطان خوش ہے - کہتا ہے نام نور محمد رکھاؤ اور کام شیطانی کرو - میرا فرض ہے کہ میں آپ کی صحیح راہ نمائی کروں -

بیوی بچوں کی ذمہ واری

آپ پر ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْآ اَنْفُسَکُمْ وَ اَھْلِیْکُمْ نَارًا (ترجمہ :- اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ - بیوی کے ایمان کی حفاظت بھی آپ کے ذمہ ہے - اگر بیوی بچوں کی تربیت نہ کرو گے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے دربار میں شکایت کریں گے کہ اے اللہ ہمارے ان بڑوں ابا اور اماں کو دوگنا عذاب کر انہوں نے ہمیں سکولوں کالجوں میں پڑھا کر گمراہ تو کیا مگر تیرا دین نہیں سکھایا جس طرح خدا کو یاد کرنا ہمارا فرض عین ہے اسی طرح بیوی بچوں کی تربیت کرنا بھی تمہارا فرض عین ہے - مجلس ذکر میں آیا کیجئے تمہارا فائدہ ہے - وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ - وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ -

جناب شیخ محمد شفیع عماد الدین صاحب (میرپور خاص)

نیک اعمال کی بربادی

(۱)

جو شخص یہ تمنا رکھتا ہو کہ اس کے اعمال کا اچھا ثمرہ ملے، اسے چاہیئے وہ ان برے افعال کے قریب نہ جائے - جو نیکیوں کو برباد کرنے والے ہیں - نیکیوں کو برباد کرنے والے افعال یہ ہیں :-

(۱) کفر

(۱) اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ حَقٍّ لا وَّ یَقْتُلُوْنَ الَّذِیْنَ یَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ○ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُھُمْ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ ز وَ مَا لَھُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ○ (آل عمران - ع ۳)

(ترجمہ) بے شک جو لوگ اللہ کے حکموں کا انکار کرتے ہیں - اور پیغمبروں کو ناحق قتل کرتے ہیں اور لوگوں میں سے انصاف کا حکم کرنے والوں کو قتل کرتے ہیں سو انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دے - یہی وہ لوگ ہیں جن کی دنیا اور آخرت میں محنت ضائع ہوگئی - اور ان کا کوئی مددگار نہیں

حاصل یہ نکلا کہ نیکیاں برباد کرنے والے یہ افعال ہیں :-

(۱) احکام الٰہی کا انکار کرنا -

(۲) پیغمبروں کو جو احکام الٰہی لائے، ناحق قتل کرنا

(۳) ان نیکوں کو ناحق قتل کرنا جو حضرات انبیاء علیہم السلام کی تعلیم پر چل کر دوسروں کو عدل و انصاف کی تلقین کرتے تھے -

(۴) ایسے سیاہ بخت منکرین کے لئے دردناک عذاب ہے -

(۵) دنیا و آخرت میں ان کے نیک اعمال کی ان مہلک اور کبیرہ گناہوں کی وجہ سے کوئی قدر و قیمت نہ ہوگی - ان کا کیا کرایا سب برباد ہوگیا

اللہ تعالےٰ نے اس مقام پر اہل کتاب کی مذمت بیان فرمائی ہے - بنی اسرائیل نے ایک ہی وقت ۴۳ تینتالیس انبیاء علیہم السلام کو ناحق قتل کیا - اور اسی روز ایک سو ستر ان نیک بخت حضرات کے خون سے ہاتھ رنگے جو انھیں نیک کام کرنے کی ترغیب دیتے تھے اور برے کاموں سے روکتے تھے -

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب کسے ہوگا؟ تو سرکار دو عالم ؐ نے فرمایا رَجُلٌ قَتَلَ نَبِیًّا اَوْ مَنْ اَمَرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَھٰی عَنِ الْمُنْکَرِ (اسے جو کسی نبی کو قتل کرے یا ایسے شخص کو قتل کرے جو نیکیوں کا حکم اور برائیوں سے منع کرتا ہو -) (تفسیر ابن کثیر ج)

ہمیں چاہیئے کہ اللہ و رسولؐ کے احکام کا انکار نہ کریں - اور ان صلحاء اور علماء کے آزار کے درپے نہ ہوں جو قرآن اور سنت کی روشنی میں ہمیں نیک باتوں کی تلقین کرتے ہوں - اور بری باتوں سے روکتے ہوں ایسی نازیبا حرکات سے دنیا میں خواری و ذلت اور آخرت میں عذاب الیم کے سوا اور کچھ حاصل نہ ہوگا

(۲) اَلْیَوْمَ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبٰتُ ط وَ طَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ حِلٌّ لَّکُمْ ص وَ طَعَامُکُمْ حِلٌّ لَّھُمْ ز وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ اِذَآ اٰتَیْتُمُوْھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ وَلَا مُتَّخِذِیْٓ اَخْدَانٍ ط وَمَنْ یَّکْفُرْ بِالْاِیْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُہٗ ز وَ ھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ○ (المائدہ - ع ۱)

(ترجمہ) آج تمہارے واسطے سب پاکیزہ چیزیں حلال کی گئی ہیں - اور اہل کتاب کا کھانا تمہیں حلال ہے - اور تمہارا کھانا انہیں حلال ہے - اور تمہارے لئے پاکدامن مسلمان عورتیں حلال ہیں - اور ان میں سے پاکدامن عورتیں جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے جب ان کا مہر انھیں دے دو - ایسے حال میں کہ نکاح میں لانے والے ہو نہ بدکاری کرنے والے اور نہ خفیہ آشنائی کرنے والے اور جو ایمان سے منکر ہوا تو اس کی محنت ضائع ہوئی - اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا -

حضرت شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :-

(۱) سب پاکیزہ چیزیں حلال کی گئی ہیں :-

"یعنی جیسے آج دین کامل تم کو دیا گیا، دنیا کی تمام پاکیزہ نعمتیں بھی تمہارے لئے دائمی طور پر حلال کر دیگئی ہیں - جو کبھی منسوخ نہ ہوں گی"

(۲) اور اہل کتاب کا کھانا تم کو حلال ہے :-

"یہاں طعام (کھانے) سے مراد "ذبیحہ" ہے یعنی کوئی یہودی یا نصرانی (بشرطیکہ اسلام سے مرتد ہو کر یہودی یا نصرانی نہ بنا ہو) اگر حلال جانور ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام نہ لے، تو اس کا کھانا مسلمان کو حلال ہے - مرتد کے احکام جداگانہ ہیں

(۳) اور تمہارا کھانا ان کو حلال ہے :-

"اس مقام پر اس کا ذکر بطور مجازات و مکافات

کے استطرادًا فرما دیا۔ یعنی بعض احادیث میں جو آیا ہے "لَا یَاْکُلْ طَعَامَکَ اِلَّا تَقِیٌّ" (تیرا کھانا نہ کھائے مگر پرہیزگار) اس کا مطلب یہ نہیں کہ غیر پرہیزگاروں کے لئے تمہارا کھانا حرام ہے۔ جب مسلمان کے لئے کافر کتابی کے ذبیحہ کی اجازت ہو گئی تو ایک موحد کا ذبیحہ اور کھانا دوسروں کے لئے کیوں حرام ہوگا۔؟"

(۴) اور حلال ہیں تم کو پاکدامن عورتیں مسلمان۔

"پاکدامن" کی قید شاید ترغیب کے لئے ہو۔ یعنی ایک مسلمان کو چاہیئے کہ نکاح کرتے وقت پہلی نظر عورت کی عفت اور پاکدامنی پر ڈالے۔ یہ مطلب نہیں کہ پاکدامن کے سوا کسی اور سے نکاح صحیح نہیں ہوگا"

(۵) اور پاکدامن عورتیں جن کو دی گئی کتاب تم سے پہلے۔

"اہل کتاب کے ایک مخصوص حکم کے ساتھ دوسرا مخصوص حکم بھی بیان فرما دیا۔ یعنی یہ کہ کتابی عورت سے نکاح کرنا شریعت میں جائز ہے۔ مشرکہ سے اجازت نہیں وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ط (بقرہ۔ع ۲۷) مگر یہ یاد رہے کہ ہمارے زمانہ کے نصاریٰ عمومًا برائے نام نصاریٰ ہیں۔ ان میں بکثرت وہ ہیں جو نہ آسمانی کتاب کے قائل ہیں، نہ مذہب کے نہ خدا کے۔ ان پر اہل کتاب کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا ان کے ذبیحہ اور ان کی عورتوں سے نکاح کو حکم اہل کتاب کا سا نہ ہوگا نیز یہ ملحوظ رہے کہ کسی چیز کے حلال ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اس میں ذاتی اعتبار سے کوئی وجہ تحریم کی نہیں۔ لیکن اگر خارجی اثرات و حالات ایسے ہوں کہ اس حلال سے منتفع ہونے میں بہت حرام کا ارتکاب کرنا پڑتا ہے بلکہ کفر میں مبتلا ہونے کا احتمال ہو تو ایسے حلال سے انتفاع کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ موجودہ زمانہ میں یہود و نصاریٰ کے ساتھ کھانا پینا، بے ضرورت اختلاط کرنا۔ ان کی عورتوں کے جال میں پھنسنا، یہ چیزیں جو خطرناک نتائج پیدا کرتی ہیں وہ مخفی نہیں۔ لہٰذا بدی اور بددینی کے اسباب و ذرائع سے اجتناب ہی کرنا چاہیئے"

(۶) جب دو ان کے مہر ان کے قید میں لانے کو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔"

"یعنی قید میں لانے کو۔ گویا اس طرف اشارہ ہو گیا کہ نکاح بظاہر قید ہے۔ لیکن یہ قید آزادیوں اور ہوس رانیوں سے بہتر ہے جن کی طلب میں انسان نما بہائم سلسلۂ ازدواج کو معدوم کر دینا چاہتے ہیں"

(۷) نہ مستی نکالنے کو اور نہ چھپی آشنائی کرنے کو

"جس طرح پہلے عورت کی پاکدامنی کا ذکر تھا یہاں مرد کو پاکدامن اور عفیف رہنے کی ہدایت فرما دی اَلطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَ الطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ (نور۔ رکوع ۳۔)

اس سے پہلے یہ بھی معلوم ہوا کہ حق تعالےٰ کی نظر میں نکاح کی غرض گوہر عصمت کو محفوظ اور مقصدِ تزویج کو پورا کرنا ہے۔ شہوت رانی اور ہوس پرستی مقصود نہیں"

(۸) جو منکر ہوا اسلام سے تو ضائع ہوئی محنت اس کی:-

"جن کتابی عورتوں سے نکاح کی اجازت ہوئی اس کا فائدہ یہ ہونا چاہیئے کہ مومن قانت کی حقانیت عورت کے دل میں گھر کر جائے۔ نہ یہ کہ کتابیات پر مفتون ہو کر الٹا متاعِ ایمانی ہی گنوا بیٹھے۔ اور "خَسِرَ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةَ" کا مصداق ہو کر رہ جائے۔ چونکہ کافر عورت سے نکاح کرنے میں اس فتنہ کا قوی احتمال ہو سکتا ہے اس لئے "وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ" کی تہدید نہایت ہی برمحل ہے۔ یہ میرا خیال ہے۔ باقی حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ "اہل کتاب کو کفار سے دو حکم میں مخصوص کیا۔ یہ فقط دنیا میں ہے۔ اور آخرت میں ہر کافر خراب ہے۔ اگر عمل نیک بھی کرے تو قبول نہیں۔"

(۳) وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ج وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ج هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ٥ (البقرۃ آیت ۲۱۷)

ترجمہ۔ اور جو تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے، اور پھر کافر ہی مر جائے۔ پس یہی وہ لوگ ہیں کہ ان کے عمل دنیا اور آخرت میں ضائع ہو گئے۔ اور وہی دوزخی ہیں جو اسی میں ہمیشہ رہینگے۔

"یعنی دین اسلام سے پھر جانا اور اسی حالت پر اخیر تک قائم رہنا ایسی بلا ہے کہ عمر بھر کے نیک کام ضائع ہو جاتے ہیں کہ کسی بھلائی کا مستحق نہیں رہنے دیتے۔ دنیا میں نہ ان کی جان و مال محفوظ رہے۔ نہ نکاح قائم رہے۔ نہ ان کو میراث ملے۔ نہ آخرت میں ثواب ملے۔ اور نہ کبھی جہنم سے نجات نصیب ہو۔ ہاں اگر پھر اسلام قبول کر لے۔ تو پھر اس اسلام کے بعد اعمال حسنہ کی جزا پوری ملے گی۔" (حضرت شیخ الاسلام مولٰنا عثمانی رح)

(۴) قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَ الْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا ج وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا ٥ اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ج فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ج فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ط اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ط وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ٥

(الاحزاب آیت ۱۸۔ ۱۹)

ترجمہ:۔ تحقیق اللہ تم میں سے روکنے والوں کو جانتا ہے۔ اور جو اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں کہ ہمارے پاس آ جاؤ۔ اور لڑائی میں بہت ہی کم آتے ہیں۔ تم سے ہمدردی کرتے ہوئے۔ پھر جب ڈر کا وقت آ جائے۔ تو تو انہیں دیکھیگا کہ تیری طرف دیکھتے ہیں انکی آنکھیں پھرتی ہیں جیسے کسی پر موت کی سی بے ہوشی آئے۔ پھر جب ڈر جاتا رہے تو تمہیں تیز زبانوں سے طعنے دیتے ہیں۔ مال کے لالچی ہیں۔ یہ لوگ ایمان نہیں لائے۔ تو اللہ نے ان کے تمام اعمال ضائع کر دئے اور یہ بات اللہ پر بالکل آسان ہے۔

یہ ان لوگوں کی حالت کا نقشہ ہے جن کے دل ایمان کی نعمت سے محروم ہیں۔ وہ جہاد سے جی چراتے ہیں۔ بزدل، گھر کا عیش و آرام چھوڑنا نہیں چاہتے۔ بلکہ اُلٹا مجاہدین کو بہلانے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہمارے ساتھ بیٹھے رہو۔

عین جنگ کے وقت ان کی بزدلی کی یہ حالت ہے کہ مارے خوف کے تھرا اٹھتے ہیں۔ اور موت کا سماں آنکھوں کے سامنے بندھ جاتا ہے۔

پھر یوں ہی حالات بدلے۔ جنگ ختم ہوئی تو یہ اپنی بہادری اور شجاعت کے جھوٹے گن گاتے ہیں۔ بڑی لمبی چوڑی تقریریں کرتے ہیں۔ مال کے لالچی ہیں کہ مالِ غنیمت سے ان کو بھی حصہ مل جائے۔ یہی لوگ ہیں جن کے اعمال بے ایمانی کی وجہ سے ضائع گئے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔

"یعنی بڑے وقت رفاقت سے جی چراتے ہیں۔ اور ڈر کے مارے جان نکلتی ہے۔ اور فتح کے بعد مردانگی جتاتے ہیں۔ سب سے زیادہ غنیمت پر ڈھلتے ہیں"

۲۔ شرک

شرک بھی نیک اعمال کو برباد کر دیتا ہے

(۱) وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ج لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۔ (الزمر آیت ۶۵)

ترجمہ۔ اور بے شک آپ کی طرف اور ان کی طرف وحی کیا جا چکا ہے جو آپ سے پہلے گذرے ہیں کہ اگر تم نے شرک کیا تو ضرور تمہارے عمل برباد ہو جائیں گے اور تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور سب حضرات انبیاء علیہم السلام کو شرک سے روکا گیا ہے۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ شرک کے قریب نہ جائیں۔ اور پورے اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک لہٗ کی عبادت کرتے رہیں۔

(۲) ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ط وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ٥ (الانعام آیت ۸۸ - ع - ۱۰)

ترجمہ:۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے اپنے بندوں کو جسے چاہے اس پر چلاتا ہے۔ اور اگر یہ لوگ شرک کرتے تو البتہ جو کچھ انہوں نے کیا تھا سب ضائع ہو جاتا۔

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام عثمانی رح

"یعنی خالص توحید اور معرفت واطاعت خداوندی کا راستہ ہی وہ ہے جس پر حق تعالیٰ اپنے فضل و توفیق سے مقبول بندوں کو چلاتا ہے۔ پھر اس کے صلہ میں حسب استعداد درجات بلند کرتا ہے۔

یہ ہم کو سنایا کہ شرک انسان کے تمام اعمال کو حبط کر دیتا ہے اور کسی کی تو حقیقت کیا ہے اگر بفرضِ محال انبیاءؑ و مقربین سے معاذ اللہ ایسی حرکت سرزد ہو تو سارا کیا دھرا اکارت ہو جائے۔"

(۳) مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ښ وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ (التوبۃ آیت ۱۷)

ترجمہ۔ مشرکوں کا کام نہیں کہ اللہ کی مسجدیں آباد کریں جبکہ وہ اپنے آپ پر کفر کی گواہی دے رہے ہوں۔ ان لوگوں کے سب اعمال بیکار ہیں۔ اور ہمیشہ آگ میں رہیں گے۔

حاصل

کلام کافر کی طرح مشرک کے بھی سب اعمال بیکار ہیں۔ ہر مسلمان کو چاہیئے کہ اپنا عقیدہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں درست رکھے۔ اور شرک سے بچے۔ تاکہ دنیا و آخرت کی ناکامی، خواری اور عذاب سے بچ جائے۔

بقیہ شذرات از صفحہ ۳

گیا۔ یہ تعلیمی اداروں کا انتظامی معاملہ ہے اور ہم ان کے انتظام میں دخل دینا نہیں چاہتے لیکن اس سال بعض خصوصی حالات کی بنا پر ہم کالجوں کے پرنسپل حضرات اور محکمۂ تعلیم کے ارباب اقتدار سے درخواست کریں گے کہ وہ ان شکایات پر ہمدردانہ غور کریں۔

شکایات یہ ہیں کہ آئندہ سال بی۔اے کا کورس دو سال سے بڑھا کر تین سال کیا جا رہا ہے۔ اگر ان طلباء کو تھرڈ ایر میں روک لیا گیا تو ان کو مزید تین سال لگانے پڑیں گے۔ گویا کہ وہ بی۔ اے کا امتحان دینے کے لئے پورے چار سال کالج میں صرف کریں گے۔ ظاہر ہے کہ یہ والدین پر بار ہو گا اور ممکن ہے کہ ان میں سے بعض اس بوجھ کو برداشت نہ کر سکیں اور انہیں مجبوراً اپنے بچوں کی تعلیم کا سلسلہ بند کرنا پڑے۔ وقت کا تقاضا ہے کہ ان طلباء کو اس سال ترقی دے دی جائے ہو سکتا ہے کہ ان میں سے بعض بی اے کے امتحان میں کامیاب ہو جائیں۔ جو فیل ہو گئے ان کی تعلیم کا سلسلہ خود بخود منقطع ہو جائے گا۔ امید ہے کہ ہماری ان معروضات پر ٹھنڈے دل سے غور کر کے مذکورہ شکایات کے ازالہ کیلئے مناسب اقدام کیا جائیگا۔

جناب امیر عبدالرحمٰن صاحب لودھیانوی

تفسیر و احکامِ سورۂ مزمّل

قرآنِ عزیز کی یہ تہتّرویں سورت ہے۔ یہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ اس کی بیس آیات ہیں اور دو رکوع ہیں۔

وجہ تسمیہ یہ سورت ابتدائی سورتوں میں سے ہے جو مکہ میں نازل ہوئیں۔

(۱) روایاتِ صحیحہ میں ہے کہ شروع میں جب وحی کی دہشت اور ثقل سے آپؐ کا بدن کانپنے لگا تو آپ نے گھر والوں (حضرت خدیجہؓ) سے فرمایا "زَمِّلُوْنِيْ زَمِّلُوْنِيْ" (مجھے کپڑا اڑھاؤ، کپڑا اڑھاؤ۔) چنانچہ کپڑا اڑھا دیا گیا۔ اللہ تعالےٰ نے اس سورت اور اس سے اگلی سورت میں آپ کو مُزَّمِّلْ و مُدَّثِّرْ کے ناموں سے پکارا۔ جو بڑا پیارا خطاب ہے۔ جس سے یہ ثابت ہوا کہ یہ ادا حضرتِ حق کو پسند آگئی تھی۔

(۲) اور بعض روایات میں ہے کہ قریش نے دارالندوہ میں جمع ہو کر آپؐ کے متعلق مشورہ کیا کہ آپکی حالت کے مناسب کوئی لقب تجویز کرنا چاہیئے۔ کسی نے کاہن کہا۔ کسی نے جادوگر، کسی نے مجنون۔ مگر اتفاق رائے کسی چیز پر نہ ہوا۔ اخیر میں ساحر کی طرف رجحان تھا۔ آپؐ کو خبر ہوئی تو رنجیدہ و غمگین ہوئے اور کپڑوں میں لپٹ گئے۔ جیسا کہ اکثر سوچ و غم میں مغموم آدمی اس طرح کر لیتا ہے۔ اس پر حق تعالےٰ نے انس والفت کے ساتھ اس عنوان سے خطاب فرمایا۔ جیسے کہ آپؐ نے حضرت علیؓ کو ایک مرتبہ قُمْ یَا اَبَا تُرَابْ فرمایا تھا۔ جب کہ وہ گھر سے رنجیدہ ہو کر چلے گئے اور مسجد میں زمین پر لیٹے ہوئے تھے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحؒ لکھتے ہیں کہ اس سورت میں خرقہ پوشی کے لوازم و شروط بیان ہوئے ہیں۔ گویا یہ سورت اس شخص کی صورت ہے جو درویشوں کا خرقہ پہنے اور اپنے تئیں اس رنگ میں رنگے۔

لغتِ عرب میں مُزَّمِّلْ اس شخص کو کہتے ہیں جو بڑے کشادہ کپڑے کو اپنے اوپر لپیٹ لے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول ایسا تھا کہ جب نمازِ تہجد اور قرآن شریف کی تلاوت کے لئے رات کو اٹھتے تھے تو ایک دراز کمبل اوڑھ لیتے تھے۔ تاکہ سردی سے بدن محفوظ رہے اور وضو و نماز کی حرکات میں کسی طرح کا حرج واقع نہ ہو۔

نیز اس عنوان مُزَّمِّلْ کے اختیار کرنے میں ان لوگوں کو ہوشیار کرنا ہے جو کپڑوں میں لپٹے ہوئے رات کو آرام کر رہے ہوں کہ رات کا ایک معتد بہ حصہ اللہ کی عبادت میں گذاریں۔

تفسیر قولِ ثقیل احادیث میں ہے کہ نزولِ قرآن کے وقت آپ پر بہت سختی اور گرانی گذرتی تھی جاڑے کے موسم میں آپ پسینہ پسینہ ہو جاتے تھے۔ اگر اس وقت کسی سواری پر سوار ہوتے تو سواری تحمل نہیں کر سکتی تھی۔ ایک مرتبہ آپ کی ٹھوڑی مبارک زید ابن ثابتؓ کی ران پر تھی۔ اس وقت وحی نازل ہوئی۔ زید ابن ثابتؓ کو ایسا محسوس ہوا کہ ان کی ران بوجھ سے پھٹ جائے گی۔

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحؒ لکھتے ہیں، ریاضت کر تو بھاری بوجھ آسان ہو۔ اور وہ بوجھ ایسا ہے جس کے سامنے شب بیداری کو سہل سمجھنا چاہیئے۔

مطلب یہ ہے کہ اس کے بعد تم پر قرآن پے درپے نازل کریں گے جو اپنی قدر و منزلت کے اعتبار سے بہت قیمتی اور وزن دار اور اپنی کیفیات و لوازم کے اعتبار سے بہت بھاری اور گراں بار ہے۔

اس کے علاوہ اس ماحول میں قرآن کی دعوت و تبلیغ اور اس کے حقوق کا پوری طرح ادا کرنا اور اس راہ میں تمام سختیوں کو کشادہ دلی سے برداشت کرنا بھی سخت مشکل اور بھاری کام تھا۔ اور جس طرح ایک حیثیت سے یہ کلام آپ پر بھاری تھا دوسری حیثیت سے کافروں اور منکروں پر شاق تھا۔

احکام سورۃ (۱) قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ۝ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ۔ پ۲۹ ع۶: ۱۳:۔ (ترجمہ) کھڑا رہ رات کو مگر تھوڑا۔ آدھی رات یا اس میں سے کچھ تھوڑا سا کم۔ یا آدھی رات سے کچھ زیادہ۔

مطلب یہ ہے کہ آپکو اللہ کی عبادت میں کھڑے رہو۔ ہاں تھوڑا سا حصہ رات کا اگر آرام کرو تو کوئی مضائقہ نہیں۔ غالبًا تھوڑے سے یہاں مراد نصف ہوگا۔ کیونکہ رات جو آرام کے لئے تھی جب آدھی عبادت میں گذار دی تو اس کے اعتبار سے باقی نصف کو تھوڑا ہی کہنا موزون تھا۔

آدھی رات سے کچھ کم جو تہائی تک پہنچ سکتی ہے یا آدھی سے زیادہ جو دو تہائی تک ہو۔ اگر کسی رات اتفاق سے یہ کام نہ ہو سکے تو معاف ہے۔

(۲) وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا۔ پ۲۹ ع۱۳:۶۔ (ترجمہ) اور کھول کھول پڑھ قرآن کو صاف۔ یعنی تہجّد کی نماز میں قرآن ٹھہر ٹھہر کر پڑھ تاکہ ایک ایک حرف صاف سمجھ میں آئے۔ اس طرح پڑھنے سے فہم و تدبر میں مدد ملتی ہے اور دل پر اثر زیادہ ہوتا ہے۔ اور ذوق و شوق بڑھتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ جس قدر قرآن اتر چکا ہے اس کی تلاوت میں مشغول رہا کریں اور اس عبادتِ خاص کے انوار سے اپنے تئیں مشرف کر کے اس فیضِ عالم کی مقبولیت کی استعداد اپنے اندر مستحکم فرمائیں۔

رات کے جاگنے کا حکم جو شروع سورت میں تھا تقریبًا ایک سال تک رہا۔ بعد ازاں منسوخ ہو گیا۔ اللہ کو معلوم ہے کہ تم نے اور تمہارے ساتھیوں نے اس

نے اس کے حکم کی پوری تعمیل کی کبھی آدھی کبھی تہائی اور کبھی دو تہائی رات کے قریب اللہ کی عبادت میں گذار دی۔

چنانچہ روایات میں ہے کہ صحابہؓ کے پاؤں راتوں کو کھڑے کھڑے سُوج جاتے تھے اور پھٹنے لگتے تھے۔ بلکہ بعض تو اپنے بال رسّی سے باندھ لیتے تھے کہ نیند آئے تو جھٹکا لگ کر تکلیف کی وجہ سے آنکھ کھل جائے۔

صبح وقت نہ معلوم ہونے کی وجہ سے بعض صحابہؓ رات بھر نہ سوتے تھے کہ کہیں نیند میں ایک تہائی رات بھی جاگنا نصیب نہ ہو۔ اس پر اللہ تعالٰے نے اپنی رحمت سے معافی بھیج دی۔ بیماروں، مسافروں اور مجاہدوں کا لحاظ رکھا گیا۔

اللہ تعالٰے نے اپنی رحمت سے شب بیداری کی معافی فرمائی۔ اور فرمایا کہ تم اس کو ہمیشہ پوری طرح نبھا نہ سکو گے۔ اس لئے اب جس کو اٹھنے کی توفیق ہو، وہ جتنی نماز اور اس میں جتنا قرآن چاہے پڑھ لے۔ اب امت کے حق میں نہ نماز تہجد فرض ہے نہ وقت یا مقدار تلاوت کی کوئی قید ہے۔

تہجد کی نماز میں جس قدر قرآن پڑھنا آسان ہو پڑھ لیا کرو۔ اپنی جان کو زیادہ تکلیف میں ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں فرض نمازیں نہایت اہتمام سے باقاعدہ پڑھتے رہو۔ زکوٰۃ دیتے رہو۔ اور اللہ کے راستے میں خرچ کرتے رہو۔ کیونکہ انہی باتوں کی پابندی سے بہت کچھ روحانی فوائد اور ترقیات حاصل ہو سکتی ہیں۔

(فائدہ) اولین صحابہ سے ایک سال تک بہت شدّ ومد کے ساتھ ریاضتِ شاقہ شاید اس لئے کرائی کہ وہ لوگ آئندہ تمام امت کے ہادی اور معلم بننے والے تھے۔ ضرورت تھی کہ وہ اس قدر منجھ جائیں۔ اور روحانیت کے رنگ میں ایسے رنگے جائیں کہ تمام دنیا انکے آئینہ میں کمالاتِ محمدیؐ کا نظارہ کر سکے۔ اور یہ نفوس قدسیہ ساری امت کی اصلاح کا بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھا سکیں۔

اِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْـًٔا وَّاَقْوَمُ قِيْلًاؕ (ترجمہ) البتہ رات کو اٹھنا سخت روندنا ہے اور بات سیدھی نکلتی ہے۔

(مطلب) رات کو اٹھنا کچھ آسان کام نہیں بڑی بھاری ریاضت اور نفس کشی ہے۔ جس سے نفس روندا جاتا ہے۔ اور نیند آرام وغیرہ کی خواہشات پامال کی جاتی ہیں۔ نیز اس وقت دعا اور ذکر سیدھا دل سے ادا ہوتا ہے۔ زبان اور دل موافق ہوتے ہیں۔ جو بات زبان سے نکلتی ہے ذہن میں خوب جمتی چلی جاتی ہے۔ کیونکہ ہر قسم کے شور وغل اور چیخ و پکار سے یکسو ہونے اور خداوند قدوس کے سماء دنیا پر نزول فرمانے سے قلب کو ایک عجیب قسم کے سکون، قرار اور لذت و اشتیاق کی کیفیت میسر ہوتی ہے۔

(۳) وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًاؕ پ۲۹ ع۱۳ (ترجمہ) اور اپنے رب کا نام پڑھتے جا۔ اور سب کی طرف سے الگ ہو کر اس کی طرف چھوٹ کر چلا آ۔

(مطلب) آپ کو دن کے وقت بھی لوگوں کو سمجھانا اور کئی طرح کے مشاغل ہیں۔ پھر بھی رات کا وقت مخصوص رکھنا چاہیئے۔ اگر عبادت میں مشغول ہو کر بعض حاجتیں چھوٹ جائیں تو کچھ پرواہ نہیں۔ دن میں ان کی تلافی ہو سکتی ہے۔ علاوہ قیام لیل کے دن میں بھی گو بظاہر مخلوق سے معاملات اور تعلقات رکھنے پڑتے ہیں، لیکن دل سے اسی پروردگار کا علاقہ سب پر غالب رکھئے، چلتے پھرتے، اٹھتے، بیٹھتے اسی کی یاد میں مشغول رہیئے۔ غیر اللہ کا کوئی تعلق ایک آن کے لئے ادھر سے توجہ کو ہٹنے نہ دے۔ بلکہ سب تعلقات کٹ کر باطن میں اسی ایک کا تعلق باقی رہ جائے یا یوں کہو کہ سب تعلقات اسی ایک تعلق میں مدغم ہو جائیں۔ جیسے صوفیہ کے ہاں بے ہمہ و باہمہ، یا خلوت در انجمن سے تعبیر کرتے ہیں۔ دن اور رات دونوں کو اسی مالک مشرق و مغرب کی یاد اور رضا جوئی میں لگانا چاہیئے۔

(۴) رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا (ترجمہ) مالک مشرق اور مغرب کا۔ اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں۔ سو پکڑلے اس کو کام بنانے والا

(تفسیر) دن اور رات دونوں کو اسی مالک مشرق و مغرب کی یاد اور رضا جوئی میں لگانا چاہیئے۔ بندگی اسی کی اور توکل بھی اسی پر ہونا چاہیئے جب وہ وکیل و کارساز ہو تو دوسروں سے کٹ جانے اور الگ ہونے کی کیا پرواہ ہے۔

(۵) وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا (ترجمہ) اور سہتا رہ جو کچھ کہتے ہیں اور چھوڑ دے ان کو بھلی طرح کا چھوڑنا۔

(مطلب) یعنی کفار آپ کو ساحر، کاہن اور مجنون و مسحور وغیرہ کہتے ہیں۔ ان باتوں کو صبر و استقلال سے سہتے رہیئے۔ ان کی صحبت ترک کر دیجئے۔ اور باطن میں ان کے حالات سے خبردار رہیئے۔ کہ کیا کرتے، کیا کہتے اور کس طور سے آپ کو یاد کرتے ہیں۔ دوسرے ان کی بدسلوکی کی شکایت کسی کے سامنے نہ کریں۔ نہ انتقام لینے کے درپے ہوں۔ نہ گفتگو یا مقابلہ کے وقت کج خلقی کا اظہار کریں۔ تیسرے یہ کہ باوجود جدائی اور مفارقت کے ان کی نصیحت میں کوتاہی نہ کیجئے۔ جس طرح بن پڑے، ان کی ہدایت و رہنمائی میں سعی کرتے رہیئے۔

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رح لکھتے ہیں "خلق سے کنارہ کر لیکن لڑ بھڑ کر نہیں، سلوک سے۔ حق اور صداقت کے جھٹلانے والے جو دنیا میں عیش و آرام کر رہے ہیں، ان کا معاملہ میرے سپرد کیجئے۔ میں خود ان سے نپٹ لوں گا۔ مگر تھوڑی سی ڈھیل ہے۔

حضرت موسٰی علیہ السلام کی طرح تم کو مستقل دین اور عظیم الشان کتاب دے کر بھیجا۔ جب موسٰیؑ کے منکر کو ایسا سخت پکڑا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے منکرین کو کیوں نہ پکڑے گا۔ جو تمام انبیاء سے افضل اور برتر ہیں۔

اگر منکرین دنیا میں بچ گئے تو اس دن کیونکر بچیں گے جس دن کی شدت اور درازی بچوں کو بوڑھا کر دینے والی ہوگی۔ خواہ فی الحقیقت بچے بوڑھے نہ ہوں۔ لیکن اس روز کی سختی اور لمبائی کا تقاضا یہی ہوگا۔

اللہ کا وعدہ اٹل ہے، ضرور ہو کر رہے گا۔ خواہ تم اس کو کتنا ہی بعید سمجھو۔

اوپر کی آیات میں نصیحت کر دی گئی۔ اب جو اپنا فائدہ چاہے، اس نصیحت پر عمل کر کے اپنے رب کے ہاں سرخروئی حاصل کرے۔ راستہ کھلا ہے کوئی روک ٹوک نہیں۔ نہ خدا کا کچھ فائدہ ہے۔ تم سو دفعہ اپنا فائدہ سمجھو تو سیدھے چلے آؤ۔

(۶) فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ (پس قرآن میں سے پڑھو جو آسان ہو۔)

(۷) وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ۔ (اور قائم رکھو نماز۔)

(۸) وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ۔ (اور دیتے رہو زکوٰۃ)

یعنی ہمیشہ پانچوں وقت نماز ادا کیا کرو۔ اور مال کی زکوٰۃ دو جس کا دینا تم پر فرض ہے۔

(۹) وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًاؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًاؕ

(ترجمہ) اور قرض دو اللہ کو اچھی طرح پر قرض دینا۔ اور جو کچھ اپنے واسطے کوئی نیکی آگے بھیجو گے، اس کو اللہ کے پاس بہتر اور ثواب میں زیادہ پاؤ گے

(مطلب) پورے اخلاص سے اللہ کی راہ میں اس کے احکام کے موافق خرچ کرنا ہی اس کو اچھی طرح قرض دینا ہے۔ بندوں کو اگر قرضِ حسنہ دیا جائے وہ بھی اس کے عموم میں داخل سمجھو۔

(۹) وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ؕ پ۲۹ ع۱۴ (ترجمہ) اور اللہ سے معافی مانگو۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(مطلب) یعنی تمام احکام بجا لا کر پھر اللہ سے معافی مانگو۔ کیونکہ کتنا ہی محتاط شخص ہو اس سے بھی کچھ نہ کچھ تقصیر ہو جاتی ہے۔ کون ہے جو دعوی کر سکے کہ میں نے اللہ کی بندگی کا حق پوری طرح ادا کر دیا۔ بلکہ جتنا بڑا بندہ ہو اسی قدر اپنے آپ کو قصوروار سمجھتا ہے اور اپنی کوتاہیوں کی معافی چاہتا ہے۔ اے غفور رحیم تو اپنے فضل سے ہماری خطاؤں اور کوتاہیوں کو بھی معاف فرما۔ آمین یا الٰہ العالمین (شیخ الاسلام حضرت مولانا عثمانی رح)

متعلقاتِ سورۃ

خرقہ پوشی خصوصاً حضرت ابراہیمؑ موسٰیؑ عیسیٰؑ اور اکثر صلحاء امت کا خرقہ پوشی ہی لباس رہا ہے۔ اس لئے فقراء میں خرقہ پوشی ایک سنت چلی آتی ہے۔ اور یہ لباس اس بات کی علامت ہے کہ اس کے اوڑھنے والے نے ترک دنیا اور عبادت مولیٰ کا التزام کر لیا ہے۔ جیسا کہ وردی سپاہیوں کی علامت ہے۔ اس کے لئے سات شرطیں ہیں۔ (۱) شب

بیداری۔ نماز تہجد و تلاوت قرآن (۲) دن کے اوقات کو بھی یادِ الٰہی میں مصروف رکھنا (۳) ذاکر رہنا (۴) ترک و تجرید (۵) توکل اور کارسازی خالق پر اعتماد رکھنا۔ (۶) خلق کے جفا و ظلم پر صبر کرنا (۷) اہل دنیا کی صحبت کو ترک کرنا۔ اور اس کے ساتھ ان کی خیرخواہی سے بھی غافل نہ رہنا۔ جس میں یہ سات باتیں موجود ہوں، اس کے لئے یہ خرقہ زیبا ہے ورنہ محض ریا اور فریب ہے۔

ترتیل قرآن خوب واضح صاف صاف۔ جدا جدا پڑھنا **ترتیل** امر وجوبی ہے۔ قرآن آہستہ اور سمجھ کر صاف صاف پڑھنا واجب ہے۔ اور اس طرح کہ کلمات سمجھ میں نہ آئیں۔ اعراب (زیر، زبر اور پیش وغیرہ) کا امتیاز نہ ہو۔ حرف حرف سے مشتبہ ہو جائیں جیسا کہ ہمارے زمانہ میں رائج ہو گیا ہے جائز نہیں

تفسیر ترتیل از شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ

ترتیل لغت میں صاف اور واضح طور پر پڑھنے کو کہتے ہیں۔ اور شرع شریف میں کئی چیزوں کی رعایت کے ساتھ تلاوت کرنے کو کہتے ہیں۔

(۱) حرفوں کو صحیح نکالنا یعنی اپنے مخرج سے پڑھنا تاکہ طا کی جگہ تا اور صاد کی جگہ ظا نہ نکلے

(۲) وقوف کی جگہ پر اچھی طرح سے ٹھہرنا تاکہ وصل اور قطع کلام کا بے محل نہ ہو جائے۔

(۳) حرکتوں میں اشباع کرنا یعنی زیر زبر اور پیش کو اچھی طرح سے ظاہر کرنا۔

(۴) آواز کو تھوڑا سا بلند کرنا تاکہ کلام پاک کے الفاظ زبان سے نکل کر کانوں تک پہنچیں اور وہاں سے دل پر اثر کریں۔

(۵) آواز کو اس طرح سے درست کرنا کہ اس میں درد پیدا ہو جاوے۔ اور دل پر جلدی اثر پیدا کرے۔ کیونکہ درد والی آواز دل پر جلدی اثر کرتی ہے اور اس سے روح کو قوت اور تاثیر زیادہ ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے اطباء نے کہا ہے کہ جس دوا کا اثر دل پر پہنچانا ہو اس کو خوشبو میں ملا کر دیا جائے کہ دل اس کو جلدی کھینچتا ہے۔ اور جس دوا کا اثر جگر میں پہنچانا ہو، اسکو شیرینی میں ملایا جاوے۔ کیونکہ جگر مٹھائی کا جاذب ہے اسی وجہ سے بندہ کے نزدیک اگر تلاوت کے وقت خوشبو کا خاص استعمال کیا جاوے تو دل پر تاثیر میں زیادہ تقویت ہوگی۔

(۶) تشدید اور مد کو اچھی طرح ظاہر کیا جاوے۔ کیونکہ اس کے اظہار سے کلام پاک میں عظمت ظاہر ہوتی ہے اور تاثیر میں اعانت ہوتی ہے۔

(۷) آیات رحمت و عذاب کا حق ادا کرے۔

قولِ ثقیل تفسیر کبیر میں ہے کہ ثقیل سے مراد قرآن ہے۔ من حیثُ اوامر و نواہی، حدود و فرائض وغیرہ کے۔

(۱) ثقل باعتبار جلالتِ قدر و عظمت شان ہے۔

(۲) قرآن ثقیل اور موجبِ اجر جزیل (بہت ثواب) ہے۔

(۳) باعتبار نزول ثقیل ہے اس لئے کہ وحی کا اترنا بہت گراں تھا۔ جاڑوں میں آپؐ کی پیشانی انور پر پسینہ آجاتا۔ اونٹ پر سوار ہوتے تو وہ بیٹھ جاتا۔

(۴) متین، واضح اور بیان مُبین ہے۔

(۵) منافقین پر گراں ہے۔

(۶) ثقل کنایہ ہے بقا و دوام کیطرف یعنی ہمیشہ واجب العمل رہے گا۔

اَقْوَمُ قِيلًا عبادت و ذکر شب زیادہ موثر و مقبول ہے۔ اور توبہ اطمینانِ مزید اور خشوع و کشود قوی ہوتا ہے۔

سیاق قرآنی سے معلوم ہوتا ہے کہ دن امورِ انتظامیہ کے لئے ہوتا ہے اور رات مشغولی ذکر کیلئے۔

تَبَتَّل قطع کرنا یعنی تمام عالم کو چھوڑ کر اللہ تعالےٰ کی طرف متوجہ ہونا۔ اس کے چار درجے ہیں۔ (۱) تمام دنیا کی طرف سے روئے عبودیت اور نظر امید و خوف پھیر کر اللہ تعالےٰ سے لو لگانا۔ (۲) سلسلۂ اسباب و تدبیر سے بے پرواہ ہو کر ہر امر کا فاعل اللہ ہی کو سمجھنا (۳) تمام دنیا سے تعلقات محبت و ارادت منقطع کر کے اللہ تعالےٰ کو معبود و مقصود قرار دینا۔ (۴) اپنی اور تمام ماسوی کی خودی ہیچ و نابود سمجھ کر خدا کی ہستی میں منہمک ہو جانا۔

مقام فکر مقامِ ذکر سے موخر ہے اس سے پہلے ذکرِ لسانی کی تعلیم پھر مراقبہ کی طرف توجہ دلائی۔

معالم میں ہے کہ حضرت حسن نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تہجد میں اس قدر جد و جہد کرتے کہ پاؤں ورم کر آتے۔ وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ پ۱۵ ع۹۔ (اور قرآن کے ساتھ کچھ رات جاگتا رہ۔ یہ زیادہ ہے صرف تیرے لئے۔)

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رح لکھتے ہیں۔ یعنی نیند سے جاگ کر تہجد میں قرآن پڑھا کر۔ یہ حکم سب سے زیادہ تجھ پر کیا ہے۔ کیونکہ تجھ کو سب سے زیادہ مرتبہ دینا ہے قریب ہے کہ تیرا رب تجھے مقام محمود میں کھڑا کر دے۔

ربط سورۂ جن میں کفار کو تین باتوں یعنی توحید رسالت اور جزا و سزا پر ایمان لانے کی ترغیب تھی۔ سورۂ مزمل میں ان کے ایمان نہ لانے پر جناب رسول اللہؐ کو تسلی دی گئی ہے۔ جیسے فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ اور وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وغیرہ میں آپ کو کثرت ذکر اور قیام لیل کا حکم ہے۔

متفرقات

اس سورۃ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قیام لیل اور کثرتِ ذکر کا امر ہے رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ میں توحید کا ذکر ہے۔ إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ میں اثبات رسالت ہے۔ إِنَّ لَدَيْنَا أَنكَالًا وَجَحِيمًا میں مجازات کا ذکر ہے وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُم مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِندَ اللَّهِ (خدا تعالےٰ تمہیں نیک اعمال کا بہت اچھا بدلہ دے گا۔)

اس طرح تینوں مضامین توحید، رسالت اور مجازات کی تکمیل ہو گئی۔ تہجد کی فرضیت منسوخ ہو گئی۔ اللہ تعالےٰ نے ہمارے حال پر عنایت فرمائی۔ اس نے پہلے حکم کو منسوخ کر دیا۔ اب جتنا قرآن آسانی سے پڑھا جا سکے پڑھ لیا کرو۔ اور یہ امر اب نفل رہ گیا ہے۔ اور منسوخ ہونے کی اصل وجہ مشقت ہے۔ گو تہجد منسوخ ہو گیا مگر مذکورہ احکام اب بھی باقی ہیں۔

نماز میں قرآن پڑھنا فرض ہے۔ اور سوائے نماز کے مستحب ہے۔ جیسے ختم قرآن سات دن میں کرے۔ اگر ایسا نہ کر سکے تو بیس دن میں۔ اگر یہ بھی نہ کر سکے، تو ایک ماہ میں تمام قرآن پڑھے۔ اور اگر یہ بھی نہ کر سکے تو جتنا پڑھ سکے اتنا ہی پڑھے۔ یہاں تک کہ اگر کچھ نہ پڑھ سکے تو کم از کم قرآن شریف کی تین آیتیں کہیں سے ہر روز پڑھا کرے۔ نماز میں بھی یہی حکم ہے۔

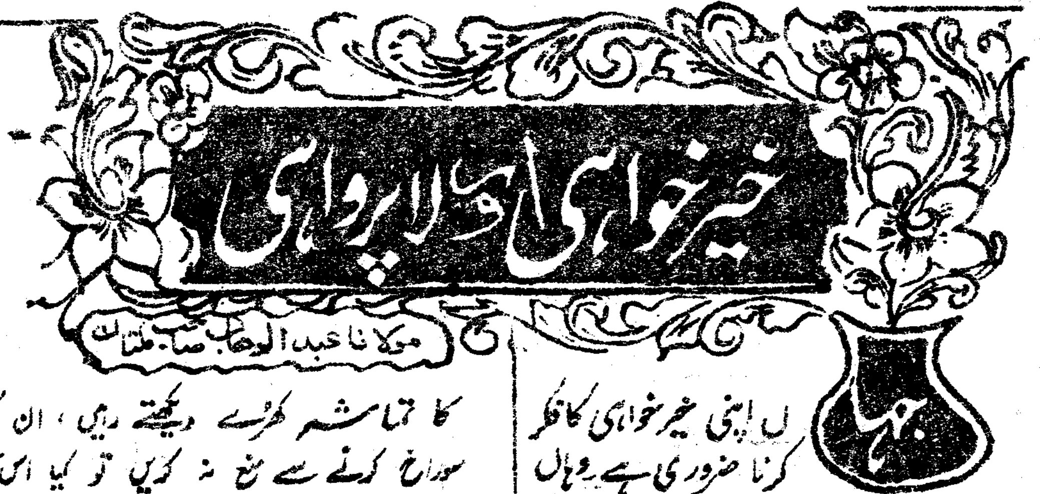
مکذبین کو وعید وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيلًا ۝

(ترجمہ) چھوڑ دے مجھ کو اور جھٹلانے والوں کو جو آرام میں رہے ہیں۔ ان کو تھوڑی سی ڈھیل دے۔ البتہ ہمارے پاس بیڑیاں اور آگ کا ڈھیر ہے۔ اور کھانا گلے میں اٹکنے والا۔ یعنی زقوم اور عذاب دردناک سانپوں اور بچھوؤں کا۔ اور خدا جانے کس قسم کا اس عذاب کی تمہید اسوقت سے شروع ہو گی جب پہاڑوں کی جڑیں ڈھیلی ہو جائیں گی اور وہ کانپ کر گر پڑیں گے اور ریزہ ریزہ ہو کر ایسے ہو جائیں گے۔ جیسے ریت کے تودے جس پر قدم جم نہ سکے۔

پیغمبر اللہ کے ہاں گواہی دیگا کہ کس نے اس کا کہنا مانا اور کس نے نہیں مانا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسیٰؑ کی طرح مستقل دین اور عظیم الشان کتاب دے کر بھیجا۔ شاید یہ اُس پیشگوئی کی طرف اشارہ ہے جو توراۃ میں ہے کہ "میں ان کے لئے ان کے بھائیوں (بنی اسمٰعیل) میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا۔

پھر فرعون نے حضرت موسیٰؑ کا کہنا نہ مانا، تو اللہ تعالےٰ نے اس کو سخت وبال میں پکڑا۔ جب موسیٰؑ کے منکر کو ایسا سخت پکڑا تو محمدؐ کے منکرین کو کیوں نہیں پکڑے گا۔ جو تمام انبیاء سے افضل و برتر ہیں رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ۔ (اے پروردگار ہمارے قبول کر ہم سے۔ بے شک تو ہی ہے سننے والا اور جاننے والا۔ اور ہم پر مہربان ہو جا بیشک تو ہی توبہ قبول فرمانے والا اور رحم کرنے والا ہے۔)

اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى



خیر خواہی اور لاپرواہی

مولانا عبدالوہاب صاحب ملتان

جہاں اپنی خیر خواہی کا فکر کرنا ضروری ہے وہاں دوسروں کی بھی لاپرواہی نہ برتی جائے۔ اس چیز کی اسلام میں بڑی اہمیت ہے امید ہے کہ آپ غور سے پڑھیں گے اور عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔

۱۔ ایک مرتبہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے گزرے ہوئے زمانے کے ایک شخص کا واقعہ اس طرح بیان فرمایا کہ : ایک مرتبہ اللہ تعالے نے ایک فرشتہ کو حکم دیا کہ فلاں بستی کو جا کر الٹ دے۔ فرشتے نے یہ حکم سن کر عرض کیا کہ بار الہا اس بستی میں تو تیرا ایک ایسا بندہ بھی رہتا ہے کہ جس نے آج تک ساری عمر میں کبھی پلک جھپکنے کی مانند بھی تیری نافرمانی نہیں کی۔ جواب ملا کہ تیرا یہ کہنا بجا ہے کہ اس نے کبھی نافرمانی نہیں کی۔ لیکن مجھے اس کی یہ بات پسند نہیں آئی، کہ اس کی نگاہوں کے سامنے میری نافرمانیاں لوگ کرتے رہے۔ مگر ان نافرمانیوں کو دیکھ کر کبھی اس کی پیشانی پر بل بھی نہ پڑا۔ اس لئے جاؤ، اس زمین کا تختہ الٹ دو، اور اس عبادت گزار بندے کو بھی ساتھ میں تباہ کر ڈالو۔ (مشکوٰۃ صفہ ۴۳۹)

۲۔ اسی طرح آپؐ نے ایک مرتبہ اس سلسلے میں یہ بھی فرمایا کہ دین پہونچانے میں، اور برائیوں سے دوسروں کو منع کرنے میں لاپرواہی کرنے والوں کی، اور خود گناہ اور برائیوں میں مبتلا رہنے والوں کی مثال یوں سمجھو کہ جس طرح کسی سمندر میں لوگ کشتی اور جہاز کے ذریعہ سفر کر رہے ہوں۔ اس طرح پر کہ کچھ لوگ ان میں سے نچلے حصے میں اور کچھ اوپر کے حصہ میں سوار ہوں اور استعمال کا پانی لانے کے لئے نیچے والے لوگ اوپر چڑھتے ہوں اور ان کے اس چڑھنے میں اوپر والوں کو تکلیف ہوتی ہو جس کی وجہ سے اوپر والوں نے نیچے والوں کو پانی بھرنے سے منع کر دیا ہو تو ان نچلے حصہ والوں نے پانی حاصل کرنے کے لئے کشتی اور جہاز ہی میں سوراخ کرنا شروع کر دیا ہو تو اب بتلایئے، اگر اوپر والے لوگ ان نیچے والوں کا تماشہ کھڑے دیکھتے رہیں، ان کو سوراخ کرنے سے منع نہ کریں تو کیا اس سے صرف نیچے والے لوگ ہی تباہ ہوں گے، یا ساتھ ہی اوپر والے لوگ بھی تباہ ہو جائیں گے ظاہر ہے کہ نیچے اور اوپر والے دونوں ہی تباہ ہو جائیں گے اور اگر ان کو روک دیا تو اس سے دونوں تباہی سے بچ جائیں گے۔ (مشکوٰۃ صـ۴۳۶) بس اسی طرح اگر آپ لوگوں نے ناجائز اور برے کام کرنے والوں کو نہیں روکا اور ان پر عذاب آیا تو صرف وہی نہیں بلکہ آپ بھی ان کے ساتھ تباہ کر دیئے جائیں گے۔

۳۔ اسی طرح ایک مرتبہ آپؐ نے اسی سلسلے میں یہ بھی بیان فرمایا کہ اے لوگو! تمہیں معلوم ہو کہ بنی اسرائیل کے دیندار لوگوں میں سب سے پہلے جو عیب پیدا ہوا تھا وہ یہ تھا کہ ان میں سے دین دار آدمی جب کسی بے دین آدمی کے پاس ملاقات کے لئے جاتا تھا تو اول اول تو اس کو ہر ناجائز بات پر ٹوک دیا کرتا تھا اور صاف کہہ دیا کرتا تھا کہ میاں یہ کام کرنا تیرے لئے جائز نہیں اس کو مت کر، لیکن بعد میں اس کی یہ کیفیت ہو گئی کہ ملاقات کرنے کے لئے جاتا تو ٹوکنا تو بجائے خود، وہ تو چھوڑ دیا۔ مزید براں یہ اور کیا کہ اس سے اتنے تعلقات بڑھائے کہ کھانا بھی اس کے ساتھ، پینا بھی اس کے ساتھ، بیٹھنا بھی اس کے ساتھ۔ جب یہ لوگ اس نوبت تک پہنچ گئے تو اللہ تعالےٰ نے ان کے دلوں پر بھی ان بے دینوں کے دلوں کی چھاپ مار دی۔ یعنی وہ دونوں ایک جیسے بے دین ہو گئے۔ یہاں تک بیان کرنے کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ : سن لو! خبردار ہو جاؤ، خدا کی قسم! یا تو تم لوگ ضرور بالضرور اچھی باتوں کا حکم کرتے رہنا اور بری باتوں سے منع کرتے رہنا اور ضرور بالضرور ظلم کرنے والے ظالم کے ہاتھوں کو پکڑ لینا اور اس کو حق بات کی طرف ضرور بالضرور موڑ کر لے آنا۔ ورنہ خداوند تعالےٰ ضرور بالضرور تمہارے اور بے دینوں کے دل آپس میں چھاپ ڈالے گا اور پھر تم لوگ بھی اس طرح ملعون بنا دیئے جاؤ گے جس طرح کہ وہ لوگ ملعون بنا دیئے گئے ہیں۔

(کنز العمال صـ۱۴ جلد ۳)

۴۔ ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ دیکھنا یا تو تم لوگ ضرور بالضرور اچھی باتیں ایک دوسرے کو بتاتے رہنا اور بری باتوں سے ایک دوسرے کو منع کرتے رہنا۔ ورنہ اللہ تعالےٰ تمہارے اوپر برے اور بدمعاش لوگوں کو مسلط فرما دے گا اور پھر تم میں کے نیک لوگ بھی اگر دعا کریں گے تو بھی قبول نہ ہو گی۔ (کنز العمال صـ۱۴ جلد ۳)

۵۔ ایک موقعہ پر آپؐ نے یہ بھی فرمایا۔ کہ تم لوگوں پر ایک وقت ایسا آئے گا کہ تم لوگ دو چیزوں کے نشہ میں مدہوش ہو جاؤ گے ایک عیش پرستی کے نشہ میں اور دوسرے دین سے بالکل بے خبر رہنے کے نشہ میں، جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم لوگ دوسروں سے اچھی باتیں کہنا اور بری باتوں سے منع کرنا چھوڑ بیٹھو گے ایسے دور میں قرآن و حدیث پر مضبوطی سے عمل کرنے والے لوگ ان مہاجرین و انصار کے مانند ہوں گے کہ جو اسلام میں سب سے آگے ہیں۔ (کنز العمال صـ۱۴ جلد ۳)

۶۔ اسی طرح ایک موقعہ پر آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ دوسروں سے بھلائی کی باتیں کہنے کو ترک کرنے والے کا اور بری باتوں سے منع نہ کرنے والے کا، نہ تو (پورے طور پر) قرآن پر ہی ایمان ہے اور نہ ہی میرے (نبوت کے) اوپر۔ (کنز العمال صـ۲۰ جلد ۳)

۷۔ اسی طرح ایک موقعہ پر آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ جب تک گناہ کا کام پوشیدہ طور پر ہوتا رہتا ہے۔ اس وقت تک تو اس کا وبال صرف اسی کرنے والے تک محدود رہتا ہے اور جب وہ ظاہراً ہونے لگ جاتا ہے اور کوئی اس کو مٹانے کی کوشش نہیں کرتا تو پھر اس کا وبال عام لوگوں کو بھی نہیں چھوڑتا۔ (کنز العمال صـ۱۴ جلد ۳)

۸۔ اسی طرح ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ جب لوگوں کی دینی حالت اتنی ابتر ہو جائے گی کہ ظالم کو ظلم کرتے ہوئے دیکھیں گے لیکن اس کو ظلم سے نہ روک سکیں گے تو سمجھئے کہ وہ وقت قریب آ گیا ہے کہ خداوند تعالیٰ کا عذاب عام لوگوں کو آ کر گھیر لے۔

(کنز العمال صـ۴۴ جلد ۳)

۹۔ ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا، کہ جب میری امت میں برائیاں کھلم کھلا ہونے لگ جائیں گی تو اس وقت اللہ تعالےٰ کا عذاب سب پر آ جائے گا۔ اس پر آپؐ سے کسی شخص نے سوال کیا کہ یا رسول اللہؐ

(صلی اللہ علیہ وسلم) کیا خدا وند تعالیٰ کا یہ عذاب ایسے وقت بھی سب لوگوں پر آ جائے گا۔ جب کہ ان میں نیک اور بزرگ لوگ بھی موجود ہوں گے؟ اس کے جواب میں آپؐ نے فرمایا ہاں! اس حالت میں بھی سب لوگوں پر عذاب آ جائے گا۔ البتہ بعد میں نیک لوگ خدا وند تعالیٰ کی رضا و بخشش سے نواز دیئے جائینگے (کنز العمال ص۴۲۸ جلد۳)

۱۰۔ ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ وہ لوگ بہت برے ہیں جو ذرا ذرا سے شبہوں کی بنا پر حرام چیزوں کو اپنے لئے حلال کر لیتے ہیں اور اسی طرح وہ لوگ بھی بہت بُرے ہیں کہ جو دوسروں کو نہ تو بھلائی کی باتیں بتاتے ہوں اور نہ ان کو برائی کی باتوں سے منع کرتے ہوں۔ (کنز العمال ص۴۹ جلد۳)

۱۱۔ ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ قسم ہے اس ذات پاک کی، جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ میری امت کے کچھ لوگ جس وقت قبروں سے نکالے جائیں گے۔ تو ان کی صورتیں سؤر اور بندروں کی صورتوں میں تبدیل کی ہوئی ہونگی۔ اور یہ کیوں ہو گا اس کی وجہ صرف یہ ہو گی کہ ایک تو وہ لوگ گناہ کرتے وقت لا پرواہی برتتے تھے دوسرے وہ دوسروں کو بھی برائیوں سے منع نہیں کیا کرتے تھے۔ حالانکہ ان میں اتنی طاقت موجود تھی کہ اگر وہ روکنا چاہتے تو روک سکتے تھے (کنز العمال ص۵۲ جلد۳)

۱۲۔ ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ آخر زمانے میں ایسے لوگ بھی پیدا ہوں گے کہ جو حاکم وقت کے پاس حاضر ہوتے رہا کریں گے لیکن ان کو اللہ کے حکم کے خلاف مشورے دیں گے اور حکم خداوندی کے خلاف کرنے سے اس کو روکا نہیں کریں گے۔ ایسے لوگوں پر خدا کی لعنت ہو گی۔ (کنز العمال ص۳۵ جلد۳)

۱۳۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں کہ جب لوگ گناہوں کو دوسرے لوگوں کے سامنے ظاہر طور پر کرنے لگ جائیں گے، اور وہ دوسرے لوگ باعزت اور با اثر ہونے کے باوجود بھی ان کو ان گناہوں کے کاموں سے نہ ہٹائیں گے تو پروردگار عالم ان پر ایسی بلا نازل فرمائے گا کہ جو ان کے سروں سے ٹلے گی نہیں۔ (کنز العمال ص۳۸۶ جلد ۳)

۱۴۔ اسی طرح حضرت ابو سعید خدری رضؓ فرماتے ہیں کہ لوگوں پر ایسا (منحوس) زمانہ بھی آ جائے گا کہ لوگوں کی نظروں میں اچھا انسان وہ ہو گا جو کسی دوسرے کو نہ تو بھلائی کے لئے ٹوکے گا اور نہ برائی کے کام کرنے والے کو روکے گا۔ واللہ اعلم (کنز العمال ص۱۳۹۔ جلد۳)

۱۵۔ اسی طرح ایک مرتبہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا، کہ تمہارا کیا حال ہو گا۔ ایسے وقت میں جب کہ تمہاری عورتیں سرکش بن جائیں گی اور تمہارے نوجوان فاسق فاجر ہو جائیں گے اور تم لوگ جہاد کرنا چھوڑ دو گے۔ اس پر صحابہؓ نے تعجب سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ، کیا ایسا وقت بھی واقعی آنے والا ہے؟ آپؐ نے فرمایا، ایسا کیا، خدائے وحدہٗ لاشریک کی قسم! اس سے بھی سخت معاملہ پیش آئیگا اس پر صحابہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ۔ اس سے زیادہ سخت معاملہ پیش آنے کی کیا شکل ہو گی؟ آپؐ نے فرمایا کہ تمہارا اس وقت کیا حال ہو گا جب کہ تم لوگ دوسروں سے بھلائی کی باتیں بھی کہنا چھوڑ دو گے اور بُری باتوں سے منع کرنا بھی ترک کر دو گے؟ اس پر صحابہؓ نے پھر تعجب سے عرض کیا، کہ یا رسول اللہ، کیا واقعی ایسا وقت بھی آ جائیگا آپؐ نے فرمایا، ہاں! خدائے پاک کی قسم! اس سے بھی زیادہ معاملہ سنگین ہو جائے گا۔ اس پر صحابہ نے عرض کیا! یا رسول اللہ اس سے بھی زیادہ سنگین ہونے کی صورت کیا ہو گی آپؐ نے فرمایا کہ تمہاری اس وقت کیا کیفیت ہو گی جبکہ تم لوگ بھلائی کی باتوں کو معیوب اور برائی کی باتوں کو پسندیدہ خیال کرنے لگ جاؤ گے۔ اس پر بھی صحابہ نے تعجب کا اظہار کیا اور عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ، کیا واقعی ایسا بھی دور آ جائے گا؟ آپؐ نے فرمایا، ایسا کیا، اس سے بھی سنگین تر معاملہ پیش آئے گا۔ لیکن خدائی فیصلہ ایسے لوگوں کے بارے میں یہ ہے کہ خدا وند تعالیٰ اپنی ذات پاک کی قسم کھا کر فرماتا ہے۔ کہ میں ان میں ضرور ایسا فتنہ برپا کرونگا کہ وقت کے سنجیدہ انسان کے بھی ہوش اڑ جائیں گے۔ یعنی اس فتنہ کی وجہ سے حالات اتنے بگڑ جائیں گے کہ عقل مند اور سنجیدہ قسم کے لوگ بھی حیران و پریشان ہو جائیں گے۔ سلامتی کی کوئی امید باقی نہ رہیگی واللہ اعلم (کنز العمال ص۱۳۹ جلد۳)

انتباہ

محترم بزرگو اور بھائیو، ماں اور بہنو! یہ ہم نے آپ کے سامنے ایک اسلامی کنڈا رکھ دیا ہے۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اور آپ سب کے سب اپنی اپنی جگہ پہ اپنے اپنے وزن کو تولیں۔ اگر صحیح اتر آئے تو باری تعالیٰ کا شکر ادا کریں اور اگر خدا نخواستہ وزن صحیح اور پورا نہیں اتر رہا ہے تو بحیثیت ایک سچا مسلمان ہونے کے یہ بات کتنی افسوسناک ہے کہ وزن کی کمی محسوس کر لینے کے بعد اسے پورا کرنے کی کوشش نہ کریں۔ بتلایئے کیا ایسی حالت میں ہم اور آپ اللہ پاک کے یا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانبردار کہلا سکتے ہیں اور کیا ان کی نظروں میں پسندیدہ انسان بن سکتے ہیں۔ اب ہم اس گزارش کو ختم کرتے ہیں، امید ہے کہ آپ حضرات اس کو اخبار اور افسانہ کی طرح پڑھ کر یونہی لا پرواہی سے نہ ڈال دیں گے بلکہ عمل کرنے کا بہتر طریقہ اختیار کریں گے۔

پرچہ بروقت نہ ملنے کی اطلاع فوراً دیں۔ اور خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں تاکہ پرچہ دوبارہ بھیجنے میں آسانی ہو

*

بچوں کا صفحہ

نماز



از عبید اللہ انور

پیارے بچو! آج ہم تمہیں نماز کے بارے میں کچھ بتانا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بعد سب سے بڑا فرض اسلام میں نماز ہے نماز اللہ تعالیٰ کی خاص عبادت ہے۔ جو دن میں پانچ دفعہ پڑھی جاتی ہے۔ قرآن حکیم کی بیسیوں آیتوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سینکڑوں حدیثوں میں نماز پڑھنے کی بڑی تاکید آئی ہے اور اسے دین کا ستون اور دین کی جڑ بنیاد بتایا گیا ہے۔ اور قیامت کے روز سب سے پہلے اسی کے متعلق سوال ہو گا۔ چنانچہ یہ عبادت کسی حال میں ساقط نہیں ہوتی اگر کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھی جا سکے تو بیٹھ کر پڑھنے کا حکم ہے اور اگر بیٹھ کر پڑھنے کی طاقت نہیں تو پھر لیٹ کر پڑھنے کا حکم آیا ہے۔ اگر منہ سے الفاظ ادا نہ ہو سکیں تو اشاروں سے ادا کرنا ضروری ہے

نماز دین اسلام کا شعار اور ایک امتیازی نشان ہے۔ جس نے نماز ترک کر دی گویا اس نے دین ترک کر دیا۔ نماز کا مقصد بندے کا دل، زبان اور ہاتھ پاؤں سے اپنے خالق اور معبود کے سامنے بندگی کا اظہار اور اپنے قوائے بہیمیہ کے مقابلہ میں قوائے ملکیہ کو ترقی دینے کا نام ہے۔ مخلوق پر خالق کے جو اَن گنت احسانات ہیں نماز اس کے شکریہ ادا کرنے کا ایک قانونی طریقہ ہے۔ اس میں اپنے مالک کی حمد و ثنا اس کی یکتائی اور بڑائی کا اقرار اور اپنی بے چارگی اور نیاز مندی کا اعتراف ہوتا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں خالق و مخلوق کے درمیان پردے اٹھ جاتے ہیں اور روح کو روح کُلّی سے معیت و اتصال نصیب ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے اسے مومن کی معراج فرمایا گیا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ دنیا کا کوئی آسمانی مذہب ایسا نہیں ہے جس میں یادِ خدا کا حکم اور اس کے کچھ مراسم بیان نہ ہوئے ہوں بلکہ قرآن حکیم کی تعلیم کے مطابق تو دنیا میں کوئی پیغمبر ایسا نہیں آیا جس نے اپنی امت کو نماز کی تلقین نہ کی ہو۔ خصوصاً حنیفی ادیان یہودیت، عیسائیت اور اسلام میں سخت تاکیدی احکام موجود ہیں۔ یہاں ہمیں دیگر مذاہب سے بحث نہیں۔ صرف اسلام سے غرض ہے اور اسلام میں نماز کی اہمیت کا اندازہ آپ اس بات سے لگائیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے شب و روز کے بہترین اوقات نماز میں بسر ہوتے تھے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلٰوةِ (نماز میں میری آنکھ کی ٹھنڈک کا سامان ہے۔) شیخ عبدالحق رح محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ نماز تمام عبادتوں میں۔ افضل و اشرف اور اتم و اکمل عبادت ہے۔ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمانا کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ تو آپ کو جو خوش دلی اور فرحت و مسرت نماز میں ہوتی تھی اور آپ اس میں جو ذوق و شہود پاتے تھے۔ وہ آپ کو کسی اور عبادت میں حاصل نہ ہوتا تھا۔ آنکھ کی ٹھنڈک حصول مقصد میں فرح و سرور سے کنایہ ہے اور قرۃ قرار و ثبات کے معنے میں ہے۔ کیونکہ آنکھیں نظارۂ محبوب سے قرار پاتی اور آرام حاصل کرتی ہیں۔ اور محبوب کے سوا کسی دوسری طرف التفات نہیں کرتیں اور قاعدہ کی بات ہے کہ خوشی اور سرور کی حالت میں آنکھوں میں سکون و قرار رہتا ہے اور وہ غیر محبوب کی طرف دیکھنے میں پریشان اور ہر جانب نگراں رہتی ہیں یہ تو ہوئی ذوق و شوق کی بات اب آئینی اور قانونی حیثیت کی ایک مثال دیکھ لیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد حکومت میں تمام حکام کو تحریری حکمنامہ روانہ فرمایا کہ میرے نزدیک تمہارے کاموں میں سب سے زیادہ ضروری نماز ہے۔ جو شخص اس کی پابندی کرے گا وہ دین کا پابند ہوگا اور جو شخص اسکو ضائع کریگا۔ وہ دوسرے امور کو زیادہ ضائع کرنے والا سمجھا جائیگا۔ مشکوٰۃ

آج اسلام کو سربلند اور مسلمانوں کو متحد دیکھنے کے خواہشمند حضرات کو چاہیئے کہ وہ نماز باجماعت کی تحریک کو عملی حیثیت سے کامیاب بنائیں۔ بالخصوص بچوں کو نمازی بنائیں تاکہ آئندہ اچھے اثرات ظاہر ہوں اور حکم بھی یہی ہے کہ سات برس کے بچے کو سمجھا بجھا کر مسجد لائیں اور دس برس کا ہو تو زور زبردستی سے مسجد میں لائیں اور ٹھیک وقت پر سب جماعت کے ساتھ نماز ادا کریں۔

دین کا ستون ہے نماز

کہتا ہے تم سے کردگار
دل میں ذرا کرو وچار
قرآن میں ہے بہ بار بار
جانے ہر ایک دین دار
دین کا ستون ہے نماز

یہ ہے نجات قبر کی
تلقین ہے اس میں صبر کی
ہے ڈھال تیغ و تبر کی
دشمن ہے ظلم و جبر کی
دین کا ستون ہے نماز

اعمالِ بد سے روکتی
ہر جرم پر ہے ٹوکتی
نیکی کی راہ کھولتی
سینوں میں چاہ گھولتی
دین کا ستون ہے نماز

اس کی قدر خدا سے پوچھ
یا قلبِ مصطفےٰ سے پوچھ
اقطاب و اولیاء سے پوچھ
آ شاہِ کربلا سے پوچھ
دین کا ستون ہے نماز

ہو ویگا جب روزِ جزا
ہر ایک سے پوچھا جائیگا
دنیا میں کرتا کیا رہا؟
قائم نماز کو کیا؟
دین کا ستون ہے نماز

تم کر لو بس عزمِ صمیم
گر ہو غازی تم ندیم
ہو گے تم ہی جنت مقیم
کہتا ہے تم کو پھر شمیم
دین کا ستون ہے نماز

از
شمیم ترمذی
بی۔ اے۔ بی ای ڈی
اوکاڑہ

ایڈیٹر
عبد المنان
چوہان

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے ششماہی چھ روپے
سہ ماہی تین روپے

منظور شدہ
محکمہ جیل مغربی پاکستان

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی سنہ ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C. ۳۰ ۲۷/۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر سنہ ۱۹۵۶ء

پاک و ہند کے جید علمائے کرام کا مصدقہ

قرآن عزیز مجلد

تقطیع ۲۹×۲۲/۸

مترجم و محشی

مرتبہ

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ

فوائد

۱۔ ہر سورۃ کا عنوان ۲۔ ہر رکوع کے شروع میں خلاصہ اور ملخص

۳۔ ربط آیات ۴۔ کاغذ، کتابت، طباعت معیاری

ھدیہ مجلد پارچہ: قسم اول آٹھ روپے، محصولڈاک ۱/۸؎ قسم دوم چھ روپے محصولڈاک ۱/۸؎
(بذریعہ منی آرڈر پیشگی بھیجیں)

ملنے کا پتہ

ناظم انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

متفرق مطبوعات

گلدستہ صد احادیث نبوی مجلد جیبی سائز

قیمت ۸/ آنے		معہ محصولڈاک	۱۵/
مجموعہ تفاسیر مجلد	۸/	″	۱۴/
ضرورت قرآن	۳/	″	۵/
اسماء اللہ الحسنیٰ	۵/	″	۷/
مقصد قرآن	۳/	″	۵/
استحکام پاکستان	۳/	″	۵/
اصلی حنفیت	۲/	″	۴/
بہشتی اور دوزخی کی پہچان	۲/	″	۴/
نجات دارین کا پروگرام	۳/	″	۵/
مسٹر اور علماء	۳/	″	۵/

ناظم انجمن خدام الدین شیرانوالہ گیٹ۔ لاہور

گلدستہ

صد احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

مرتبہ: حضرت مولانا احمد علی صاحب
امیر انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ۔ لاہور

اس گلدستہ میں سو حدیثیں اعلیٰ درجہ کی صحیح فقط بخاری شریف و مسلم شریف کی جمع کی گئی ہیں۔ کوئی حدیث شریف اصل کتاب کی ایک سطر سے زائد نہیں ہے۔ اصل حدیث کے نیچے اس کا ترجمہ بھی عام فہم زبان میں درج کیا گیا ہے۔ ہر حدیث کے اختتام پر چند الفاظ میں اس کی مختصر تشریح بھی کر دی گئی ہے۔ اس کی قیمت پہلے ایڈیشن میں تو فقط ایک عہد نامہ پر دستخط تھے جس میں ان احادیث کو یاد کرنا اور ان پر عمل کرنے کا وعدہ تھا اور مجلد کے لئے ۲ جلد کے لئے جاتے تھے لیکن اب تیسرے ایڈیشن میں اس کی قیمت کاغذ کی گرانی کی وجہ سے ۸/ آنے رکھ دی گئی ہے اور محصولڈاک ۷/ کل ۱۵/ آنے پیشگی بھیجیں۔ وی۔ پی ہرگز نہ ہو گا۔

ناظم شعبہ تالیف و اشاعت
انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ۔ لاہور

۳۲ رسالے

مختلف مضامین پر عام فہم اردو زبان میں شائع کئے گئے ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ اس وقت تک دس لاکھ ساٹھ ہزار ہند و پاک میں تقسیم کئے جا چکے ہیں۔ ہر مسلمان مرد اور بچے کے لئے ان کا مطالعہ بیحد ضروری ہے۔ نیا ایڈیشن چھپ کر آ گیا ہے۔ کل ۳ روپے ۸/ پیشگی بھیجیں۔ ہدیہ مجلد سیٹ ۱/۸ محصولڈاک ۸/ وی پی نہ ہو گا

ملنے کا پتہ:
انجمن خدام الدین۔ شیرانوالہ دروازہ۔ لاہور

فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور سے شائع ہوا